صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 25 ستمبر 2003ء بمطابق 27 رجب 1424 ہجری صبح گیارہ بجکر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اکرام اللہ شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَـٰنِ وَإِيتَآيِٕ ذِى ٱلۡقُرۡبَىٰ وَيَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِ وَٱلۡبَغۡىِۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ۝ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ إِذَا عَـٰهَدتُّمۡ وَلَا تَنقُضُواْ ٱلۡأَيۡمَـٰنَ بَعۡدَ تَوۡكِيدِهَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ ٱللَّهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيلاًۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُونَ۝ وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّتِى نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ أَنكَـٰثًا تَتَّخِذُونَ أَيۡمَـٰنَكُمۡ دَخَلاَۢ بَيۡنَكُمۡ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِىَ أَرۡبَىٰ مِنۡ أُمَّةٍۚ إِنَّمَا يَبۡلُوكُمُ ٱللَّهُ بِهِۦۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَـٰمَةِ مَا كُنتُمۡ فِيهِ تَخۡتَلِفُونَ ۔ صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلۡعَظِيم۔

(ترجمہ): خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور جب خدا سے عہد واثق کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو اُن کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو جانتا ہے اور اُس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے تو سوت کاتا۔ پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تمہیں اس سے آزماتا

ہے۔اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کو اس کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا۔ وآخِرُ الدَّعْوٰنا
أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین-----

(قطع کلامیاں)

محترمہ فرح عاقل شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب مظہر جمیل علیزئی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، مجھے پہلے ایجنڈے پر چلنے دیں۔ یہ-----

(قطع کلامیاں)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں زیادہ لمبی بات نہیں کرونگی۔ پھر آج کا جلاس جو ہے تو وہ پونے دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا ہے سر اور یہ روزانہ کا معمول بن چکا ہے۔ ہم لوگ ساڑھے نو بجے سیٹوں پر آکر بیٹھ جاتے ہیں-----

(قطع کلامیاں)

جناب مظہر جمیل علیزئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

ایک آواز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ابھی آپ تشریف رکھیں۔ پہلے سوالات کا وقفہ ختم ہو جائے پھر ان شاءاللہ آپ کو موقع دونگا۔ میں آپ سب کو موقع دونگا---

(شور)

جناب مظہر جمیل علیزئی: سر! سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ اٹھ جائیں تو پھر میری بات کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے تو کل کہا ہے کہ میں یہاں تشریف رکھونگا۔ چیف منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب مظہر جمیل علیزئی: میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو موقع دونگا۔

جناب مظہر جمیل علیزئی: سر، ہمارے ڈی آئی خان میں گومل میڈیکل کالج کے طلباء نے ہڑتال کر دی ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر: علیزئی صاحب! میں آپ کو موقع دونگا۔ آپ کو موقع دونگا۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رسمی کارروائی

محترمہ فرح عاقل شاہ: تھینک یو۔ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ ایک اہم امر کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں اخبارات میں، دو ہفتے پہلے کی بات ہے سر، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول نمبر 3 کے سکینڈل کے بارے میں اخباروں میں بہت کچھ آیا تھا کہ وہاں پر ایک خاص گروہ ٹیچرز کا ہے جو کہ بچوں کو اپنے مذموم عزائم کے لئے استعمال کر رہا تھا یعنی ان کو سیکس کے لئے استعمال کرتے تھے اور دوسرے پھر ہوٹلز میں Provide کرتے تھے سر اور مجھے اس بات پر زیادہ افسوس ہے کیونکہ جب میں نے آپ سے بات کی ہے تو آپ نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں پتہ، حالانکہ اس کے بارے میں کافی اخباروں میں بھی آتا رہا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اسمبلی میں اس کے بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ اس بارے میں بتایا گیا ہے کہ کمیٹی تشکیل دیدی گئی ہے جنہوں نے اپنا کام شروع کیا ہے اور ان ٹیچرز کے نام بھی آگئے ہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب سے میں کہونگا کہ وہ جواب دیدیں۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: نہیں سر۔ پلیز، میری بات ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: ان ٹیچرز کے نام بھی اب پتہ چل گئے ہیں جو اس گروہ میں شامل تھے اور جوان بچوں کو پچھلے 25 سالوں سے Involve کر رہے تھے۔ انہی Activities میں سر، اور میں چاہونگی کہ ان کے خلاف ایکشن پورے طریقے سے لیا جائے کیونکہ ابھی تک اس کا ریزلٹ نہیں آیا اور جوان بچوں کے والدین

ہیں Specially وہ بہت زیادہ پریشان اور فکر مند ہیں کیونکہ ان کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں ہو نہیں سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی نگہت اورکزئی صاحبہ۔ اسی کے متعلق ہے؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، جی یہ اسی کے متعلق ہے۔ سر! یہ باقاعدہ اخبارات میں آتا رہا ہے اور مجھے بہت افسوس سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ اسمبلی فورم پر اس کو خواتین اٹھا کر لائی ہیں تو بات یہ ہے کہ اس میں جو انکوائری کمیٹی بنی ہے خدا کے لئے اب دو ہفتے ہو گئے ہیں، انہوں نے ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسے لوگوں کو جو کہ اساتذہ کا نام شرمندہ کر رہے ہیں اور ان پر دھبے لگ رہے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے، ان کو پھانسی کی سزا دی جائے جو بچوں کو ان مذموم عزائم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ مولانا فضل علی صاحب وزیر تعلیم۔

مولانا فضل علی (وزیر تعلیم): سپیکر صاحب! شکریہ۔ دا واقعہ اخبار کښې راغلې وه چې څنګه مونږه هغه اخباری بیان اوکتلو نو فوری طور سره زه هم دغه سکول ته لاړم سحر وختی جی او زمونږ سیکرټری ایجوکیشن هم لاړو۔ هغه وخت سره مونږه د دې تحقیقاتو د پاره دوه کمیټۍ مقرر کړې۔ یو ډیپارټمنټل تحقیقات مونږ د دې شروع کړل او دویم مونږه په هغې کښې د خفیه ادارو نه هم تعاون واغستو او دریم ده پی ټی ائیز چې هغه د ټولو نه زیات اهم دے یو سکول د پاره هغه د بچو خصوصاً په هغې کښې والدین هم وی نو هغه کمیټی مونږه جوړ کړې ده او د هغه کمیټۍ رپورټونه لا تر اوسه پورې نه دی راغلې۔ هغوې دے تحقیقاتو باندې لګیا دی، په دیکښې ډیر خلق Involve دی او دا ډیر د افسوس خبره ده بیا خصوصاً زمونږه د تعلیمی ادارو د پاره چې مونږه د بچو تربیت په کومه طریقه باندې کیږی نو زمونږه دا فیصله ده، وزیر اعلیٰ صاحب هم دلته کښې ناست دے چې کوم خلق هم په دیکښې ملوث شو، نو زمونږه هم دا اراده ده چې هغوې ته د سختے نه سخته سزا ورکړو۔ چې ډیپارټمنټل سزا ورته څومره ورکولې شو، څومره زمونږه په اختیار کښې وی هغه سزا به هم ورته ورکوؤ او د هغې نه علاوه که عدالتی څه سزا وی چې هغه د نورو خلقو د پاره عبرت اوګرځیګی۔ خو چونکه

دومره خبره ده جی، مونږه دا وایو چې په دیکښې هسې نه چې بے ګناه خلق پکښې راشي او ګنهګار بچ شي نو پورا تحقیقاتو نه بعد به هغه خبره تولو مخے ته راشي۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں/شور)

محترمہ فرح عاقل شاہ: جناب سپیکر! یہ تو بالکل۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر! یہ تو اب کنفرم ہو چکا ہے، بات کنفرم ہو چکی ہے لیکن ابھی تک۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کسی کو ناجائز سزا تو نہیں دینی چاہیئے۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: نہیں سر، ناجائز کی بات نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں/شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں جی، بات کنفرم ہے۔ جو لوگ اس میں Involve ہیں وہ بات کنفرم ہے۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: ان ٹیچرز کے نام اخباروں میں بھی آچکے ہیں مگر۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ابھی مجھے ایجنڈے پر، آپ کو موقع دینگے۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: نہیں سر، اگر یہ کسی پرائیویٹ سکول میں ہوتا تو۔۔۔۔

(قطع کلامی)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر! یہ تو اسی طرح ہوتا ہے کہ کہتے ہیں کہ جی انکوائریاں ہوتی ہیں اور کمیٹیاں بنتی ہیں اور بات ادھر ادھر ہو جاتی ہے سر۔

محترمہ فرح عاقل شاہ: نہیں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ اس انکوائری رپورٹ کو ذرا Expedite کر لیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں سر، اس کو ایک ایسی کمیٹی کے حوالے کیا جائے کہ وہ اس کے بارے میں Assurance دے کہ۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب مظہر جمیل علیزئی: جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب، وزیر قانون۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! ہماری نگہت اورکزئی صاحبہ نے جو کوسچن اٹھایا ہے شکر الحمدللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن انہوں نے اخبار کے ذریعے سے اٹھایا۔ وزیر تعلیم صاحب نے جو ذکر فرمایا تو وزیر تعلیم صاحب اور سیکرٹری صاحب خود موقع پر گئے تھے اور پچھلے دنوں اخبارات کی ہیڈنگ پر اس کے متعلق بہت بڑی Detail آئی تھی۔ اس میں دونوں طرف سے انکوائری شروع ہوئی ہے، ایک ڈیپارٹمنٹل اور ایک، اس کی جو انکوائری شروع ہوئی پہلے تو انکوائری والوں کو یہ تکلیف درپیش تھی کہ کوئی گواہی دینے والا نہیں تھا۔ ہر ایک شخص عزت دار ہوتا ہے، گواہی دینے والا کوئی نہیں تھا کہ وہ گواہی دے تو وہ بڑی محنت کے بعد یہاں تک پہنچے ہیں۔ اور میں بھی اخباری بیان دیتا ہوں کہ وہ ہوٹل والے جہاں پر ان مذموم عزائم کی تکمیل ہوتی تھی، وہاں تک پہنچے ہیں اور وہاں بعض منیجروں نے، اپنے میرے خیال میں بشیر بلور صاحب اس معاملے سے خوب واقف ہونگے۔ (قہقہے) کیونکہ ان کی سٹی ہے تو ان کو ضرور علم ہوگا کہ ہوٹل منیجروں نے، لوگوں نے ان کو بیانات دیئے ہوئے ہیں اور چھابڑی فروشوں نے بھی ان کو بیانات دیئے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں میں Courage آئی ہوئی ہے اور ان شاءاللہ ایسے لوگوں کو وہ کر لیں گے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے گا۔

وزیر قانون: ایسے لوگ منظر عام پر آجائیں گے۔ ہماری جتنی بہنوں نے یہ کوئسچن اٹھایا ہے، یقین رکھیں اسی دن سی سارے ہاؤس کا یہ بات نہیں ہے کہ اقتدار والوں کا، دونوں طرف کے لوگوں کو جنہوں نے یہ واقعہ دیکھا ہے، دونوں کو دکھ ہوا ہے اور ہم دونوں چاہتے ہیں، ہم اس بہن کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے یہاں پر نکتہ اٹھایا ہے کیونکہ ہمیں شرم آرہی تھی کہ یہاں پر یہ مسئلہ اٹھائیں گے بلکہ ہمارے ہاؤس کا ان شاءاللہ یہ عزم ہے کہ جب بھی صحیح لوگ ہمیں معلوم ہو جائیں گے جنہوں نے ہمارے بچوں کو غلط راستے پر ڈالا ہے تو ان کو ان شاءاللہ مثال بنائیں گے تاکہ ایسے اور ادارے آئندہ کے لئے ایسا کام نہ کریں۔

جناب قلندر خان لودھی: جناب! پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب امان اللہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب قلندر خان لودھی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں آپ کی وساطت سے سی ایم کی گورنمنٹ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ Block allocation کے بارے میں، میں نے پچھلے سیشن میں کہا تھا کہ اگر Block allocation میں سے مجھے حصہ نہ دیا گیا تو میں بھوک ہڑتال شروع کردونگا تو چونکہ آج وہ کنفرم ہو گیا ہے۔ آنریبل منسٹر سردار ادریس صاحب نے فیکس بھیج دی ہے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کو، کہ یہ تیس کلومیٹر روڈ جو ہے ایبٹ آباد میں، سی ایم صاحب نے اعلان کیا تھا کہ وہ میرے حلقے 48 میں خرچ کئے جائیں گے، روڈز بنیں گے اور دوسرے کسی حلقے کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ (تالیاں) تو اس لئے آج سے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے سی ایم صاحب کوئی یقین دہانی کرائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان شاءاللہ آج سے میں بھوک ہڑتال کے لئے آیا ہوں تو میں اسمبلی کے باہر بھوک ہڑتال کرونگا، میری یہ عرض ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں یہ گزارش کرونگا جی کہ سی ایم صاحب نے بڑی مہربانی کی ہے کہ ایبٹ آباد میں ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: جب وہ وہاں پر تشریف لے گئے تھے تو ایک بڑے جلسہ عام میں جو ایبٹ آباد شہر میں ہوا تھا اور اس میں انہوں نے کسی ایک حلقے کے لئے نہیں، وہ موجود ہیں یہاں سامنے، انہوں نے ضلع ایبٹ آباد کے لئے اعلان فرمایا تھا تو اس میں ماضی کی Traditions بھی سر یہی ہے کہ جب Block allocation ہوتی ہے تو تمام اس علاقے کے جو حلقے ہوتے ہیں تو اس کی Equally distribution ہوتی ہے۔ ہمیں یہ افسوس ہے اور ہمیں پہلے محکمہ نے یہ لکھ کر دیا تھا کہ چھ چھ کلو میٹر آپ سب کو اس میں سے روڈز ملیں گے۔ سی ایم صاحب نے مہربانی کی ہے تو ہم نے اس کے مطابق سکیمیں بھی دیدی ہیں اپنی۔ ابھی بعد میں ہمیں محکمے نے یہ بتایا ہے کہ آنریبل منسٹر لوکل باڈیز نے ایک ڈائریکٹیو جاری کیا ہے کہ وہ تیس کلو میٹر ان روڈز کے علاوہ ہے جو، ایک تو سی ایم صاحب کا تمام حلقوں کے لئے ڈائریکٹیو بھی موجود ہے، جہاں جہاں وہ تشریف لے گئے تھے وہاں انہوں نے Announcements کی تھیں ان کے حلقے میں بھی وہ روڈز Already 19 کلو میٹر یا کتنے موجود ہیں جب کہ یہ باقی تیس کلو میٹر ہیں تو ہماری یہ گزارش ہے کہ یہ چونکہ پورے ضلع کے لئے انہوں نے یا تو اس جلسے میں وہ کسی ایک پی ایف کا نام ہوتا تو ہم اس پر بات بھی نہ کرتے چونکہ انہوں نے اعلان کیا تھا پورے ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کے لئے تو اس میں جیسے قلندر لودھی صاحب نے کہا ہماری یہ گزارش ہے کہ اس بات کو اہمیت دی جائے اور اس پر سی ایم صاحب اپنے خیالات کا اظہار بھی کریں ورنہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے جی۔ ایک ضلع میں اگر ایک منسٹر ہے اور جتنی Block allocation ہیں اگر وہ ساری لے جائیں تو۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اب میں ایجنڈے پر آتا ہوں، ایجنڈے پر۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ادریس صاحب! منسٹر فار لوکل گورنمنٹ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اس سلسلے میں جب سی ایم صاحب کا ایبٹ آباد کا دورہ تھا باوجود اس کے کہ ان کا تعلق اپوزیشن گروپ سے تھا لیکن سی ایم صاحب نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور میں نے بھی ان کو یہی مشورہ دیا کہ سب سے پہلے میرے حلقے گلیات کا وزٹ ابھی بیشک نہ کریں لیکن چونکہ ہم نے اسمبلی فلور پہ یہ کہا ہے کہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے اور سب سے پہلے آپ ان حلقوں کا دورہ کریں اور اس وقت یہ ایک

اہم بات بھی تھی، نثار صفدر کے ہاں نہیں جا سکتے تھے۔ میرا پروگرام اس دن لیٹ ہوا لیکن اس کے باوجود صبح نثار صفدر صاحب اور قلندر لودھی صاحب جب آئے تو سی ایم صاحب نے ان کو آنر کیا اور قلندر لودھی صاحب کے ہاں اور ان کی ریکویسٹ پہ نثار صفدر کے ہاں بھی گئے۔ اور انہوں نے اس طرح فراخدلی کا مظاہرہ کیا کہ میرے حلقے میں روڈ کم اور نثار صفدر کے حلقے میں 28 کلو میٹر اور ان سب کے حلقے میں مجھ سے کم نہیں بلکہ مجھ سے زیادہ دیئے گئے۔ اب جب ان کی بات آئی تو میری نثار صفدر سے کل ہی بات ہوئی ہے کہ یہ جو 30 کلو میٹر کا روڈ ہے یہ ہم باہم بیٹھ کر، پہلے انہوں نے مجھے کہا تھا میں نے کہا نہیں، لیکن میں نے کہا ہم بیٹھ کر Block allocation کو ہم باہم برابر تقسیم کریں گے۔ اور میں نے کل سی اینڈ ڈبلیو کو، یہ جو کچھ قلندر لودھی صاحب نے کہا ہے غلط فہمی کی بنیاد پہ ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ ہم سب اس کو برابر تقسیم کریں گے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، یہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، شکریہ۔

جناب مشتاق احمد غنی: ٹھیک ہے جی اگر یہ کہہ رہے ہیں اور سی ایم صاحب نے فرما دیا ہے تو ہمارا تو کوئی اعتراض ہی اس بات پہ نہیں ہے۔

جناب نثار صفدر: ہم وزیر بلدیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جی۔ بہت مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مظہر جمیل صاحب۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ایک منٹ جی۔ مظہر جمیل صاحب علیزئی۔

جناب مظہر جمیل خان علیزئی: سر! ایک اہم مسئلہ ہو گیا ہے۔ گومل میڈیکل کالج ڈی آئی خان میں سٹوڈنٹس نے ہڑتال کر دی ہے چونکہ ان کی رجسٹریشن نہیں ہو رہی، پانچ سال ان کے مکمل ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہیلتھ منسٹر صاحب اور چیف منسٹر سے میں ریکویسٹ کرونگا کہ وہ کوئی عملی قدم اٹھائیں کیونکہ اس فلور پہ پہلے بھی اس معاملے میں سوات سیدو میڈیکل کالج اور گومل میڈیکل کالج کے بارے میں باتیں ہو چکی ہیں لیکن ابھی تک اس پہ کوئی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ تو اس لئے ان بچوں کے مستقبل کا سوال ہے اور

ہیلتھ منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ اس معاملے میں صحیح پالیسی وضع کریں کہ ان کا کیا مستقبل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: (حفیظ اللہ خان علیزئی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے) اسی سے متعلق ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: نہیں سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ حفیظ اللہ خان علیزئی صاحب۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ مجھے وقت دیا گیا ہے۔ میں آپ کی توجہ ڈی آئی خان کے کچھ مسائل کی طرف دلوانا چاہتا ہوں۔ سر،

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں آپ کو کسچن آور کے بعد کر لیں۔ اس کا موقع میں آپ کو دونگا۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: گومل یونیورسٹی میں ڈیڑھ سو تقرریاں ہو رہی ہیں سر۔ میں چیف منسٹر صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ انکی تحقیق کرائی جائے۔ ایک Un elected بندہ اپنے بندے لگا رہا ہے اور ڈی آئی خان کی گومل یونیورسٹی کی سیٹس بک رہی ہیں جناب۔ میں ان سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ جو ٹھیکے ڈی آئی خان میں ہو رہے ہیں جناب انکی تحقیق کرائی جائے۔ ایک Non elected آدمی جس نے پندرہ سو ووٹ لئے ہیں وہ سارے ڈی آئی خان پہ حاوی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ میں Journalists سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں جناب کہ ڈی آئی خان سے انصاف کیا جائے۔ ایک Non elected آدمی پورے ڈی آئی خان پہ چھایا ہوا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ میں چیف منسٹر صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ یہ تحقیق کریں۔ یونیورسٹی میں ڈیڑھ سو آسامیاں، اور میں تھوڑا سا آپ کو ایک واقعہ سناؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی شکایت پہنچ گئی ہے، یہ کافی ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: سر! ایک سی ٹی ٹیچر ڈی ایس پی کا بھائی اس کو اسٹنٹ لیکچرر کیسے لگایا جاتا ہے سر گومل یونیورسٹی میں؟ میں اپیل کرتا ہوں کہ ان کی گورنمنٹ کو بدنام کیا جا رہا ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ جناب عنایت اللہ خان صاحب، منسٹر فار ہیلتھ۔

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ گومل میڈیکل کالج اور سید و میڈیکل کالج کی Recognition کے بارے اسی فلور پہ بار بار یہ مسئلہ اٹھتا رہا ہے۔ بد قسمتی سے یہ پانچ سالہ پرانا مسئلہ

ہے اور اس کی Recognition میں بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلی حکومتوں نے بالکل کوئی دلچسپی نہیں لی۔ موجودہ حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں اسی فلور پہ جو بار بار یہ مسئلہ اٹھتا رہا ہے اسکی Continuation میں موجودہ حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں میں اس کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔ اس میں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر صحت: اس گومل میڈیکل کالج اور سید و میڈیکل کالج، گومل میڈیکل کالج کے لئے صوبائی حکومت نے بلڈنگ کی منظوری دی۔ اس کا پی سی ون جی Approve ہو چکا ہے اور اس پر کام بھی شروع ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ اس میں بنیادی طور پر ٹیچنگ سٹاف کی کمی تھی تو وہ کمی بھی ہم نے کمیشن کو ریکوزیشن دی تھی، انہوں نے Recommendations دی ہیں وہ بھی بہت جلد وہاں پر ڈیوٹی سنبھال لیں گے۔ اس کے ساتھ ہم نے رولز بھی ریلیکس کئے ہیں کہ By transfer اگر کوئی آنا چاہے تو اس کو By transfer لائیں گے۔ جو Department recruitment کے ذریعے سے آسکتے ہیں ان کو اس طریقے سے لائیں گے۔ اس کے بعد ہم نے ان کے معاملات کو اور ان کی Recognition کے پراسس کو Expedite کرنے کے لئے پی ایم ڈی سی کے ساتھ بھی رابطے کئے ہیں۔ اس کے لئے پھر ایک کمیٹی بنی جس میں گومل میڈیکل کالج کے پرنسپل اور سید و میڈیکل کالج کے پرنسپل شامل ہیں، سیکرٹری ہیلتھ ہے اور وہ ہر پندرہ روز میں اس پر میٹنگ کرتے ہیں۔ کل بھی ہمارے محترم انور کمال خان مروت صاحب ہیں اور اس کے ساتھ گومل میڈیکل کالج کے لئے ہم نے جو کمیٹی بنائی تھی اس پہ ہماری ایک میٹنگ وقفے میں ہوئی تھی۔ آج اس پر دوبارہ ہماری میٹنگ ہو رہی ہے۔ گومل میڈیکل کالج کے پرنسپل بھی آرہے ہیں اور ہمارے سیکرٹری ہیلتھ بھی ہونگے۔ جتنے بھی مسائل ہیں اس کمیٹی میں، میں نے ان سے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اس کمیٹی میں جس کے سیکرٹری ہیلتھ چیئرمین ہیں اور جو اب چیف سیکرٹری خود چیئر کریں گے اور ہر پندرہ روز میں دونوں میڈیکل کالجز کے بارے میں میٹنگ ہو نگی۔ میں Elected نمائندوں کو بھی اس کمیٹی کا حصہ بناؤنگا۔ وہ اس میں بیٹھیں گے اور پراگرس کی خود مانیٹرنگ کریں گے اور خود دیکھیں گے بھی اور چیف منسٹر صاحب کا بھی وعدہ ہے کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کی جو بھی ذمہ داری ہے وہ ہم پوری کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تو Deficiencies کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں لیکن

Ultimate اختیار پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے پاس ہے جو ایک آزاد اور خود مختار ادارہ ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زہ یو خبرہ کوم، د ھاؤس نہ تپوس کوم، یو منٹ جی۔ دا ایجنڈا ډیرہ اوږدہ دہ، سوالونہ پکښې دی۔ دے سوالات دغہ دی او کہ دا سلسلہ جاری شی نو بیا خو پکار دی چې مونږ ټول دغہ Suspend کړو۔ نو دا خو Way off دغہ دے، زہ دا ایجنډے۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: تاسو پہ ایجنډے باندې۔۔۔۔

مولانا امان اللہ حقانی: زہ یو خبرہ کول غواړمہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زہ پہ ایجنڈا باندې راځم جی۔ تاسو تہ روستو ټائم درکوؤ۔

جناب بشیر احمد بلور: ھغہ ما راغوښتے دے، زما آفس کښې بہ ناست وی۔

مولانا امان اللہ حقانی: تاسو تہ جی د ھغې علم شتہ؟

جناب بشیر احمد بلور: آو جی زما کمرہ کښې ناست دے۔

مولانا امان اللہ حقانی: د تھکال د روډ د توسیع پہ بارہ کښې۔

جناب فرید خان: جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: زہ دا Question hour شروع کوم۔ سوال نمبر 535 ډاکټر ذاکر اللہ خان صاحب۔

جناب فرید خان: مجھ سے کل بھی وعدہ کیا گیا تھا، آج بھی وعدہ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

* 535 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر زراعت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ایبٹ آباد، ڈی آئی خان اور باجوڑ میں سرکاری پولٹری فارمز موجود ہیں;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پولٹری فارمز میں سرکاری ملازمین ملازمت کر رہے ہیں;

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) مذکورہ پولٹری فارم کی گزشتہ پانچ سالوں کی ہر پولٹری فارم کی ہر سال کی الگ الگ آمدنی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(2) مذکورہ ہر پولٹری فارم کی سال کے اخراجات جس میں بجلی، ملازمین کی تنخواہ وغیرہ شامل ہوں کی بھی تفصیل فراہم کی جائے؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان اور باجوڑ کے سرکاری پولٹری فارم گزشتہ دس سالوں سے زیادہ عرصہ سے فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ جہاں تک ایبٹ آباد فارم کا تعلق ہے وہ بھی اسی سال 03-2002 میں فنڈ کی عدم موجودگی کی وجہ سے بند ہو گیا ہے۔

(ب) ان فارموں کے لئے کوئی علیحدہ ملازمین نہیں رکھے گئے بلکہ ضلعی سطح کے ملازمین سے ہی اضافی خدمات لئے جاتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ باجوڑ اور ڈی آئی خان پولٹری فارمز پچھلے دس سالوں سے بند ہیں جب کہ ایبٹ آباد پولٹری فارم کی گزشتہ پانچ سالوں کی آمدنی کی تفصیل ذیل شیڈول میں نمبر 10 میں پیش ہے۔

سال	بارانی پراجیکٹ	پراجیکٹ برائے تحفظ قدرتی وسائل	کل تعداد	حاصل شدہ رقم
1998	3180 مرغیاں	4740 مرغیاں	7920 مرغیاں	/301,747 روپے
1999	3235	……..	3235	/26,535
2000	4340	3000	7340	/1,87,720
2001	…….	3000	3000	/1,50,000
	کل 10755	10740	21495	/6,66,002 روپے

(2)۔ جیسا کہ پہلے عرض ہے کہ کوئی خاص ملازمین نہیں رکھے گئے تھے البتہ بجلی گیس کے پانچ سالوں کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل شیڈول میں پیش ہے۔

سال	اخراجات تنخواہ	گیس	بجلی	کل رقم
1998	/28,000	/16,400	/12,880	/57,280
1999	/28,440	/39,300	/11,000	/78,740
2000	/28,800	/5,840	/37,160	/71,800
2001	/1,69,800	…….	/3,670	/1,73,470
2002	/1,72,290	…….	/5,052	/1,77,342

5,58,632/	69,762/	61,540/	4,27,330/	کل

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 535(الف)،(ب)،(ج)په دیکښې زه د منسټر صاحب نه جی دا تپوس کول غواړم۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی کوئسچن دے؟

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: جی، ضمنی کوئسچن دے جی۔چې د دې په جواب کښې دوئ مونږ ته وئیلے چې ''ان فارموں کے لئے کوئی علیحدہ ملازمین نہیں رکھے گئے بلکہ ضلع کی سطح کے ملازمین سے ہی اضافی خدمات لی جاتی ہیں'' نو لاندې جی د دې (ج) په جواب کښې دا Second کوم دغه چې دے په دے کښې وائی چې ''اخراجات تنخواہ''نو دا زما خیال دے، چار لاکھ او څه ستائیس هزار روپئ جوړیږی۔ زه وایم چې یره تنخواګانے هغوی ته نه ورکوی نو بیا دا تنخواه اخراجات ئے څنګه په دیکښې بنودلی دی؟ لږ منسټر صاحب نه دا کلیئر کول غواړم جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاری محمود صاحب، منسٹر فار ایگریکلچر، جناب قاری محمود صاحب۔

وزیر زراعت: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ محترم سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ کل تین سوالات باقی رہ گئے تھے۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: نہیں، وہ توLapseہو جاتے ہیں اور پھر اگلے سیشن میں آجاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کہا تھا کہ ان کو کل تک کے لئے Defer کردیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: یہ تو Lapse ہو جاتے ہیں اور اگلے سیشن کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہ تو Continue نہیں ہو سکتے۔

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: یہ Deferہوئے تھے۔ یہ ایجنڈے پر تھے،Deferہوئے ہیں۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: یہ آج سوالات صرف لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل Deferہوئے تھے نا۔

قاضی محمد اسد: سر! یہ وزیر صاحب اپنے ہی ممبر کے سوالات کو Defer کروانا چاہ رہے ہیں۔ جن کے سوالات ہیں وہ مجلس عمل کے ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی۔ یہ سوالات ہم نے کل Defer کئے تھے، تین سوالات تھے۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے اور پھر سی ایم صاحب نے بھی تقریر کرنی تھی اس کی وجہ سے کل یہ Defer ہوئے تھے تو اس پر چیئر کی طرف سے Decision آئی تھی تو میرے خیال میں اگر ان کو وقت دیا جائے تو۔ جناب قاری محمود صاحب مختصراً او کړئ چې ټولو ته موقع ملاؤ شي۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: بس مطمئن ہیں جی۔

وزیر زراعت: سپیکر صاحب! دا خو د لسو کالو، لس کاله زاړه فارمونه وو-----

جناب ڈپٹی سپیکر: آو 1998 نا۔

وزیر زراعت: 1998 نه نو زړه قصه ده۔ د هغې د پاره د فنډ څه سهولت هم نه وو نو مخکښې شوے د غه دی۔ په دے وجه د دې څه خاص د غه نشته دے۔ مونږ د دې صرف د غه او کړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر538------

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: سر! زه ریکویسټ کومه چې دا تنخواګانے هغوی ته ورکړے ئے دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر538 جناب امیر زادہ خان صاحب۔ جناب امیر زادہ خان، ایم پی اے۔

* 538 _ جناب امیر زادہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے کالام مربوط ترقیاتی پراجیکٹ کی وساطت سے فیلڈ اسسٹنٹ اور فیلڈ ورکرز وغیرہ بھرتی کئے تھے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اکثریت نے 12 سال سے زیادہ عرصہ خدمات انجام دی ہیں اور ان ملازمین کو تنخواہیں اور مراعات سرکاری پے سکیل کے مطابق فراہم کی گئیں؛

(ج) آیا یہ درست ہے کہ ان ملازمین کو بغیر کسی مراعات کے فارغ کر دیا گیا ہے جب کہ مذکورہ پراجیکٹ میں دیگر محکموں یعنی محکمہ جنگلات کے ملازمین کو ایڈجسٹ کیا گیا ہے؛

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ زراعت کو سٹاف کی کمی کا سامنا ہے؛

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو کیا حکومت ان فارغ شدہ غریب ملازمین کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت: (الف) یہ درست نہیں ہے۔ مذکورہ سٹاف کو کالام مربوط ترقیاتی پراجیکٹ میں اپنی طرف سے پراجیکٹ کے لئے بھرتی کئے تھے اور جولائی 1992 کو پراجیکٹ اتھارٹی نے زراعت سے منسلک سٹاف کو محکمے کے نگرانی میں توسیع شعبہ کو دی گئی اور جون 1998 تک محکمہ زراعت توسیع سوات کے ساتھ رہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ ان میں اکثریت نے 12 سال سے زیادہ خدمات پراجیکٹ میں انجام دیئے ہیں اور انہیں سرکاری قانون کے تحت مراعات ملتے تھے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ ان کی ملازمت ختم ہونے پر کسی قسم کے مراعات نہیں دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ سٹاف پراجیکٹ نے پراجیکٹ کے لئے بھرتی کئے تھے اور پراجیکٹ قوانین کے مطابق کسی قسم کے مراعات نہیں دیئے گئے نیز اگر پراجیکٹ کے ملازمین میں سے کسی کو محکمہ جنگلات نے ایڈجسٹ کیا ہے تو اس کا جواب مذکورہ محکمہ بہتر طور پر دے سکتا ہے۔

(د) محکمہ زراعت توسیع کے پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل کے سطح پر ایک فیلڈ اسسٹنٹ کی تعیناتی ہونی چاہیئے تاکہ یونین کونسل کے زمیندار بروقت زرعی مشوروں سے مستفید ہوسکیں۔ لہذا یہ آفسران بالا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ضرورت کو زمینداروں کے مفادات میں عملی جامہ پہنائیں۔

(ہ) ان ملازمین نے اپنی بحالی کے لئے پشاور ہائی کورٹ پشاور میں رٹ داخل کیا تھا جو کہ عدالت عالیہ نے اس وجہ سے مسترد کر دیا کہ یہ ملازمین صرف کالام مربوط ترقیاتی پراجیکٹ کے لئے بھرتی کر دیئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے نئی تعیناتی پر پابندی ہے اور قانون کے مطابق محکمہ ہذا ان ملازمین کو بحال کرنے کا پابند نہیں ہے۔

جناب امیر زادہ: شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 538 (الف)، (ب)، (ج)، (د)، (ہ)۔ جناب میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

جناب امیر زادہ: پہلی بات جو انہوں نے کی ہے، (I) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے کالام مربوط ترقیاتی پراجیکٹ کی وساطت سے۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب امیر زادہ: فیلڈ اسٹنٹ اور فیلڈ ورکرز وغیرہ بھرتی کئے تھے۔ جواب میں یہ کہتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اور آگے لکھتے ہیں کہ انہوں نے بارہ سال سے زیادہ سروس بھی کی ہے۔ جناب وہ پراجیکٹ جس میں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کونسا جز آپ بتارہے ہیں؟

جناب امیر زادہ: یہ جز نمبر ایک بھی ہے۔ (الف)، (ب)، (ج) اور (د)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: (الف)، (ب) اور (د)۔ اچھا اس کے جواب سے آپ مطمئن نہیں ہیں؟

جناب امیر زادہ: نہیں جی۔ پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ بارہ سال سے زیادہ ان کی سروس ہے اور ان کو Without service benefits گھروں کو بھیج دیا گیا ہے۔ وہ گورنمنٹ پے سکیل کے مطابق مراعات لیتے رہے ہیں اور یہاں میرے پاس فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ایک Circular موجود ہے کہ دس سال سے زیادہ جو بھی کنٹریکٹ ملازم ہو اس کو ریگولر سروس کے Benefits اور پنشن ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب قاری محمود صاحب، وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب سپیکرا! دا چې پراجیکټ بهرتی کړی وو دا کسان کالام مربوط ترقیاتی پراجیکټ محکمه زراعت په وساطت باندې نو دده وجے نه د دوئ چې کوم ټائم وو هغه پوره شو بیا دوئ برخاست کړے شو، پراجیکټ ختم شو۔ محکمے سره پوستونه نه وو چې دوئ ئے Adjust کړے وو او د فارسټ محکمے سره پوستونه وو نو هغوی په سائیډ چې کوم ملازمین وو هغې کښې ئے Adjust کړو لیکن د ایګریکلچر محکمے په سائیډ چې کوم کسان وو نو مونږه سره پوستونه نه وو په دے وجه دا د پراجیکټ خلق وو او پراجیکټ ختم شو او د دوئ ملازمین چې کوم وو دوئ هغه ټائم، اوس البته راروان وخت کښې مونږه د دوئ سره دا وعده کوؤ که چرے سلسله شروع شی او Advertisement اوشی نو مونږ به په هغې ملازمینو ته ترجیح ورکوؤ چې کوم د دې پراجیکټ ملازمین دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر539جناب سعید گل صاحب۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! سوال نیمگړے پاتې شو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دے سره متعلق دے ۔ضمنی جناب پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب سپریم کورٹ کی Decision ہے کہ اگر کسی ملازم کی ایک پوسٹ پہ دس سال تک سروس ہو چکی ہو تو وہ پنشن کا حقدار ہوتا ہے یہ جو ہمارے افغان مہاجرین تھے ان میں جو ملازمین تھے انہوں نے کیس لڑا تھا جن کی سروس دس سال سے زیادہ تھی تو ان کو ان کے Benefits ملے تھے تو کیا منسٹر صاحب سپریم کورٹ کا فیصلہ مانتے ہیں اور وہ لوگ جن کی سروس دس سال سے زیادہ ہو چکی ہے کیا ان کو پنشن دیں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاری محمود صاحب وزیر زراعت!

جناب مظفر سید: دے کښې هم زما یو ضمنی تپوس دے دا Circularما هم کتلې دے نو زه ۔۔۔۔!

جناب مظفر سید: جی دے سره دے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید: دا Circular ما جی په Detail سره کتلې دے۔ په دے وړوکی Questions کښې د قاری صاحب په جواب باندې مونږ نه شو مطمئن کیدې۔ دا کوئسچن دے کمیټۍ ته حواله شی۔ دا د کمیټۍ تا ریفر شی، سټینډنګ کمیټۍ ته په هغې کښې به په دے باندې تفصیلی بحث اوشی او دوئ،چې څه فیصله کیږی نو هغه دے هلته اوشی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاری محمود صاحب،وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر صاحب! دا کسان باقاعده هائی کورټ ته تلې وو او هائی کورټ کښې دوئ کیس چلولېوو۔ دوئ ته تفصیل سره جواب ورکړے شوې دے جی او بیا د دې کسانو هغه اس وجہ سے مسترد کردیا کہ یہ ملازمین صرف کالام مربوط ترقیاتی پراجیکٹ کے لئے بھرتی کر دیئے گئے تھے۔اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: د هائی کورټ دیکښې فیصله راغلې ده۔

وزیر زراعت: جی هائی کورټ ته تلې وو او هغوې فیصله کړې ده۔

جناب پیر محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دے د وضاحت اوکړی او بیا تاسو۔۔۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: د سپریم کورټ او د هائی کورټ په میخ کښې هم لږ فرق شته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Next question ته به راشو جی۔

جناب پیر محمد خان: د سپریم کورټ فیصله پکښې موجود ده، سپریم کورټ فیصله چې ده، هغه سپریم ده، په هغې به عمل کیږی۔ آیا دوئ د سپریم کورټ په فیصله باندې عمل کوی که نه کوی؟

وزیر زراعت: هغه فیصله چې کوم ده هغه مستقل ملازمینو د افغان مهاجرین چې دی د هغو باره کښې راغلې وه چې هغه مستقل ملازمین وو او دا چونکه پراجیکټ دے د دې وجے نه او دوئ باقاعده هائی کورټ ته تلې هم دی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! دا ډیر اهم سوال دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 539 جناب سید گل صاحب۔ جناب سید گل صاحب۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! دا سوال دومره اهم دے، دیکښې د ملازمینو، د غریبانانو د روزگار مسئله ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیرمحمدخان! تاسو څه وائیے جی؟

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! زه دا وایمه چې سپریم کورټ۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! تاسو Already بل کوئسچن ته۔ راغلئ بس اوس خو دا، دا واپس نه راځی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیرمحمدخان! تاسو دغه خو بس، هغوئی اولیکئ، سپریم کورټ باره کښې جواب درکړو او په دے باندې د هائی کورټ فیصله راغلې هم ده،

دیکښې چې هائی کورټ دا دغه کړے دے کنه۔ يو عدالت فيصله کړې ده که دوئ ته دا فيصله منظور نه وی، پکار دی چې دوئ سپريم کورټ ته تلې وو۔

جناب پیر محمد خان: آسان حل دا دے چې لاء ريفارم کميټئ ته ئے اوليږه چې بيا دواړه راشی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید گل خان۔ محترم جناب سعید گل خان۔

جناب امیر زادہ: میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 539 سعید گل صاحب۔

* 539 _ جناب سعید گل: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع دیر علاقہ میدان ایک پسماندہ علاقہ ہے جہاں پر زیادہ تر لوگوں کی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ علاقہ مذکورہ کی اراضی مختلف قسم کی فصلوں کے لئے نہایت موزوں ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ تحقیقی شعبے نے علاقہ میدان میں تجزیہ اراضی اور کاشتکاروں کو موزوں فصل کاشت کرنے کے لئے کوئی مشورے نہیں دیئے جس کی وجہ سے کافی اراضی پر موزوں فصل کاشت نہ ہونے کی وجہ سے بنجر پڑی ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت مقامی کاشتکاروں کو مذکورہ مسائل کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت: (الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں۔

(ج) نہیں، محکمہ تحقیق شعبہ نے مٹی کے نمونہ جات کا تجزیہ زیر توسط دیر ایریا سپورٹ پراجیکٹ سے کیا ہے جس کی مفصل رپورٹ موجود ہے اور زمینداروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔

(د) علاقہ میدان دیر (پائین) میں گندم، مکئی، چاول اور سبزیات کی فصل کاشت کرنے کے لئے کلیدی حیثیت رکھنے کا موجب ہے اور اسی مد میں محکمہ تحقیق و توسیع زمینداروں کو مفید مشورے، تربیت اور نمائشی پلاٹوں کو لگانے اور زمینداروں کی پیداوار بڑھانے میں مدد کر رہا ہے۔ زیادہ تعاون دیر ایریا سپورٹ

پراجیکٹ کی مرہون منت ہے۔مزید علاقہ میدان زیتون کے جنگلات کے لئے نمایاں ہے اور اس مد میں علاقہ اشر وگئے، میدان، گل میدان اور دیگر مقامات پر چھبیس ہزار پودے زیتون کے جدید اقسام سے نیشنل ائیل سیڈ ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ کے توسط سے قلم کرائیں ہیں جس سے علاقہ کی معیشت میں خاطر خواہ اضافہ کی امید ہے۔

جناب سعید گل: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔سوال نمبر 539 (الف)،(ب)،(ج)،(د)۔ شکریہ جناب سپیکر۔زما د سوال (ج) جز چې کوم د ے نو د دې جواب نه زه مطمئن نه یم۔ په دیکښې دوئ ورکړی دی چې "محکمہ تحقیق شعبہ نے مٹی کے نمونہ جات کا تجزیہ زیر توسط دیر ایریا سپورٹ پراجیکٹ سے کیا ہے"۔دا سرا! دوئ په پنځو شپږو او په لسو کالو کښې صرف دیر ایریا سپورټ پراجیکټ تنظیم شته د ے د هغې نه علاوه نور په ټوله علاقه دا تنظیمونه نشته د ے چې د دې په وجه باندې د ے خلقو ته فائده اورسی او کاشتکارانو ته د ډېدغه اورسی نو دا بالکل دوئ هسې اخو دیخوا خبره کړې ده، صحیح مشورے بالکل ددوئ نشته او نه د هغه ځائے صحیح تجزیے شته د ے او هلته ډیره زیاته زمکه داسے ده چې اوس هم بنجر پرته ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاری محمود صاحب،وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر صاحب! په مینګوره کښې چې کوم ریسرچ سټیشن د ے باقاعده د هغې دا ذمه واری ده او دا په هغه خپل ډویژن باقاعده ګرځی او دا خپله ذمه واری پوره کوی البته مونږه د ضلع دیر د پاره د سب سټیشن خبره کړې ده چې دا سهولتونه به ان شاءالله دوئ ته په خپل کور ملاؤ شی او د هغې پی سی ون جوړیږی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 363،جناب سید مرید کاظم صاحب۔

* 363 _سید مرید کاظم: کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم یہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ 2002 کے دوران پی ایف 68 میں متعلقہ ضلع ناظم کی جانب سے بجلی کے ٹرانسفارمر زدیئے گئے تھے;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمرز تاحال لوگوں کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں;

(ج) اگر(الف)اور(ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مذکورہ ٹرانسفار مرز کہاں سے خریدے گئے تھے نیز مذکورہ ٹرانسفار مرز کو نصب کرنے کے لئے حکومت اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ بجلی کے ٹرانسفار مرز پی ایف 68اور پی ایف 65 میں دیئے گئے بلکہ پورے ضلع کے لئے خریدے گئے تھے اور یہ ٹرانسفار مرز ضلعی ترقیاتی فنڈز کی مخصوص مد سے خریدے گئے تھے اور تمام ضلع میں ضرورت کے مطابق دیئے گئے تھے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ٹرانسفار مرز لوگوں کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں۔

(ج) یہ ٹرانسفار مرز ضلعی ترقیاتی فنڈز سے خریدے گئے تھے اور واپڈا کی ایم اینڈ ٹی ٹیم نے باقاعدہ ان کی چیکنگ کی ہے اور انہیں صحیح قرار دیا ہے۔ واپڈا کے ساتھ مزید کارروائی جاری ہے۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر صاحب! سوال نمبر 363 (الف)،(ب)،(ج)۔ جز (ب) میں جی انہوں نے لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ ٹرانسفار مرز لوگوں کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں ثبوت دے سکتا ہوں جی۔ ابھی تک یہ گھروں میں پڑے ہیں۔ دوسرا جی میں نے یہ پوچھا ہے کہ کہاں سے خریدے گئے ہیں تو انہوں نے جواب نہیں دیا ہے۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ ضلعی ترقیاتی فنڈز سے خریدے گئے تھے۔ سر! میں پوچھتا ہوں کہ یہ کہاں سے خریدے گئے تھے، یہ کہتے ہیں کہ فنڈز سے خریدے گئے ہیں۔ یہ تو مجھے پتہ ہے کہ فنڈز سے ہی خریدے گئے ہونگے۔ تو سر، یہ اسمبلی کو دھوکہ دینے کے مترادف بات ہے جی۔ میں منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ یہ میں (ب) کا بھی ان شاءاللہ ثبوت دونگا اور دوسرا یہ کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اس میں پوری یہ چیز Explain سے آجائے تاکہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ جو اسمبلی کو کوئی وقعت نہیں دے رہے ہیں ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے۔

Mr. Deputy Speaker: Honourable Minister for Local Government, Janab Sardar Idrees Sahib.

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر! وہاں پر ضلعی ترقیاتی فنڈز سے نئے ٹرانسفار مرز خریدے گئے تھے اور جو پرانے ٹرانسفار مرز ہیں تو ابھی تک یہ پتہ چلا ہے کہ وہیں پر پڑے ہوئے ہیں تو محکمے کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ پرانے ٹرانسفار مرز وہاں سے اٹھا کر ان کو Repair کریں اور

ضلعی ترقیاتی فنڈز سے جو خریدے گئے ضلع کونسل سے Approval کے بعد، وہ واپڈا سے انہوں نے خریدے تھے جس کے لئے گورنر صاحب نے Electrification کے لئے ایک فنڈ مختص کیا تھا تو اس سے انہوں نے وہ خریدے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مرید کاظم شاہ۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! یہ منسٹر صاحب کو غلط فہمی ہے نہ تو یہ پرانے ٹرانسفارمرز کی بات ہے، پرانے ٹرانسفارمرز واپڈا ڈیپارٹمنٹ کے اپنے ہوتے ہیں۔ پرانے جہاں سے بھی خریدے گئے ہیں یہ نئے ٹرانسفارمرز میں پوچھتا ہوں کہاں سے خریدے گئے؟ واپڈا کے پاس اس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: میں،

سید مرید کاظم شاہ: ایک منٹ سر۔ واپڈا کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ واپڈا کو انہوں نے ریکویسٹ کی ہوئی ہے کہ یہ لے لیں جی، یہ لے لیں لیکن ابھی تک واپڈا نے ان کو نہیں لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں جی۔

سید مرید کاظم شاہ: میری صرف یہ ریکویسٹ ہے کہ ان ٹرانسفارمروں پر کمیٹی مقرر کی جائے اور کمیٹی میں فیصلہ ہو جائے گا، صاف پتہ لگ جائے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون غلط جواب دے رہا ہے۔ اگر ڈیپارٹمنٹ غلط جواب دے رہا ہے تو سر اس کو سزا دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! ان کو بھی ذرا سن لیں، اسی سے متعلق مسئلہ ہے۔

جناب مظہر جمیل علیزئی: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مظہر جمیل علیزئی صاحب۔

جناب محمد مظہر جمیل خان علیزئی: میں اس کے متعلق یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ مخدوم صاحب کو، کہ اس سلسلے میں جو خریدے گئے تھے جہاں سے اور واپڈا سے Clarification لینے کے بعد، کیونکہ واپڈا کا اس بارے میں، واپڈا جو متعلقہ محکمہ ہے واپڈا، جن کو بتانا پڑتا ہے کہ کہاں سے خریدے گئے تھے اور کس طرح خریدے گئے؟ ان سے وہ Clearance لینے کے بعد سارے تقریباً لگ بھی چکے ہیں اور واپڈا کے چیف اس بارے

میں منظوری بھی دے چکے ہیں اور گورنر صاحب کے آرڈرز سے یہ اس وقت خریدے گئے تھے سر۔ دسٹرکٹ لوکل فنڈ سے سر! تواب تووہ معاملہ ختم بھی ہوچکاہے۔میرے خیال میں یہ بات پرانی ہوچکی ہے اور یہ۔۔۔۔

جناب حفیظ اللہ علیزئی: سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب علیزئی صاحب، محترم جناب حفیظ اللہ علیزئی صاحب۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: محترم جناب سپیکر صاحب! واپڈا کی دو ٹیمیں آئی ہیں ڈی آئی خان میں، دو دفعہ چیک ہوچکے ہیں، ٹرانسفارمرز موجود ہیں، Handing taking over بھی ہوچکی ہے۔ جناب یہ ٹرانسفارمرز کیوں لئے گئے تھے کہ ڈی آئی خان میں آئے دن ساراوقت لوڈشیڈنگ ہوتی تھی جناب اور لوگ ڈی آئی خان کے روڈوں پر نکلتے تھے،لاء اینڈ آرڈر کی سچویشن بنتی تھی جناب،اس لئے لوگوں کی خاطر، غریب لوگوں کی خاطر یہ ٹرانسفارمرز خریدے گئے تھے اور ابھی Handing taking over واپڈا نے کرلی ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار ادریس صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! میں ریکویسٹ کرتا ہوں۔ میرے دونوں بھائی ہیں ایک بات کرتا ہوں یہ حل طلب مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مرید کاظم صاحب، مختصراً جی۔

سید مرید کاظم شاہ: اگر یہ مسئلہ یہاں چل پڑاتو پھر ہم تمام ہاؤس والے یہیں کہیں گے جی کہ یہ ٹرانسفارمرز، کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ جو ٹرانسفارمرز سیکنڈ ہینڈ ملتے ہیں وہ مل سکتے ہیں اور تھوڑی قیمت میں ملتے ہیں یا تو اسمبلی میں اجازت دیں اور واپڈا سے اجازت لیں پھر ہم کھمبے بھی باہر سے خریدیں گے۔ ہر چیز باہر سے، اس میں اگر ہم دس لاکھ لگاتے ہیں تو ہم پانچ لاکھ میں وہ کام کریں گے اور میں ابھی بھی ثبوت دے سکتا ہوں کہ میرے حلقے میں ابھی بھی لوگوں کے گھروں میں وہ پڑے ہیں اور ابھی تک نہ کسی نے لئے ہیں جی۔ میں صرف یہی کہتا ہوں جی، دوسرا یہ ہے کہ انہوں نے کیوں یہ نہیں لکھا کہ فلاں جگہ سے لئے گئے ہیں۔ میں نے تو یہی پوچھا ہے سوال کہ کونسی کمپنی سے لئے گئے ہیں، کس کی Approval سے لئے گئے ہیں، کیوں

لئے گئے ہیں؟ تو اس لئے میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کریں، کمیٹی میں بیٹھ کر تمام چیزیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ادریس صاحب۔

میاں نثار گل: اس میں میرا ضمنی سوال ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب۔

میاں نثار گل: ضمنی سوال اس میں، میں تھوڑا آپ کو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سے متعلق ہے؟

میاں نثار گل: اسی سے متعلق ہے، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ڈیرہ اسماعیل خان کا مسئلہ ہے۔

میاں نثار گل: نہیں جی، یہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نہیں یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ جب یہ یہاں آجائے تو یہ پورے صوبے کی پراپرٹی بن جاتی ہے۔ جناب سپیکر! مرید کاظم صاحب کا جو سوال ہے یہ بہت اہم سوال ہے اور یہ ہر ضلع میں، صوبے میں نہیں، ہر ضلع میں یہی ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! Out of way آپ سب لوگ جا رہے ہیں۔

میاں نثار گل: نہیں جی، انہی ٹرانسفارمرز کے متعلق سر میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی، آپ کا اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو آپ پوچھ لیں۔

میاں نثار گل: تو یہی کہہ رہا ہوں نا جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی کوئی سوال ہو۔

میاں نثار گل: میں، آپ کو تھوڑا سر، جب اسمبلی میں کوئی سوال آجاتا ہے تو یہ پبلک پراپرٹی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی، No discussion on question، نہیں کوسچین پر تو کوئی ڈسکشن نہیں ہوتی ہے۔ آپ ضمنی سوال اٹھائیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر!

میاں نثار گل: اگر آپ میری بات سنیں گے نہیں تو میں کس طرح آپ کو Explain کرونگا؟ اگر آپ سنیں گے تو میں Explain کرونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم میاں نثار گل صاحب۔ پلیز آرڈر، پلیز آرڈر۔

میاں نثار گل: سر، یہ ایسا ہوتا ہے کہ جب واپڈا سے پرائیویٹ سیکٹر کو ٹرانسفارمرز سپلائی ہوتے ہیں تو واپڈا والے اسی ضلع سے ٹرانسفارمرز چوری کر لیتے ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو دے دیتے ہیں بعد میں وہی ٹرانسفارمرز کو واپڈا والے کہتے ہیں کہ ہم ان کو کرنٹ اس لئے نہیں دیتے ہیں کہ آپ لوگوں نے مارکیٹ سے لئے ہوئے ہیں۔ یہ بہت اہم سوال ہے کیونکہ ہر ضلع میں اسی طرح ہوا ہے کہ واپڈا والوں نے ٹرانسفارمرز پرائیویٹ سیکٹر سے خریدے اور وہ ٹرانسفارمرز اسی طرح پڑے ہوئے ہیں اور ان کو کرنٹ نہیں مل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ تو ضمنی سوال نہیں ہے، یہ تو آپ ڈسکشن کر رہے ہیں اس پر، آپ تفصیل دے رہے ہیں۔

میاں نثار گل: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سوال کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Next question کی طرف میں آؤنگا آپ ذرا وضاحت فرمائیں سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر صاحب! مرید کاظم صاحب نے جو بات کی ہے یہ ہمارے معزز رکن ہیں ان کی بات کی ظاہر ہے اپنی جگہ اس کی بہت اہمیت ہے میں اسی حوالے سے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو سپرد بھی کرتا ہوں اور میں گزارش کرونگا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور لوکل گورنمنٹ کمیشن کے سپرد کرتا ہوں تاکہ وہ اس کی مکمل تحقیقات کریں اگر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی یا کوئی غلط۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی، ایک تجویز آپ دیں اس کو۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: آپ سپرد نہیں کر سکتے ہیں یہ تو سپیکر سپرد کر سکتا ہے، آپ درخواست کریں کہ وہ سپرد کریں۔

Mr. Deputy Speaker: Is it the desire of the House that Question No. 363 may be referred to the concerned Standing Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes'
Voices: Yes.
Mr. Deputy Speaker: Those who are against it may say "No".
Voices: No.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیاہوا (قہقہہ) بس Defer ختم ہاں جی۔ ځکه چي ګورنر ته په يو شے کښې خپل اختيار ولي ورکوؤ؟ (شور) ریفر نہیں ہوا ہے نا، دونوں طرف سے برابر۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: آپ ووٹنگ کروالیں۔ جب آپ اس میں دیکھیں کہ، اس پر ووٹنگ کروالیں۔

(شور)

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! میں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب شہزادہ گستاسپ خان صاحب، آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن۔

قائد حزب اختلاف: سر! میں مرید کاظم صاحب سے درخواست کروں گا کہ چونکہ یہ ادھر لوکل مسئلہ ہے تو یہ خود آپس میں بیٹھ کر اس کی کچھ، آپ اگر انہی کو ریفر کردیں تو یہ خود بیٹھ کر آپس میں اس کا سلسلہ کرلیں کیونکہ یہ لوکل مسئلہ ہے سر۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: اگر Concerned Minister اس کو نسچن اور ان کے ساتھ Agree کرتے ہیں کہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تو اس میں اور کسی جھگڑے کا مسئلہ باقی رہتا ہی نہیں ہے۔ جس نے سوال اٹھایا ہے اور Minister concerned اس کے ساتھ Agree کرتے ہیں کہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے میں رائے شماری کے ذریعے۔۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: اپوزیشن لیڈر نے سر ریکویسٹ کی ہے اور میں اپنے بھائیوں کی وجہ سے یہ واپس لیتا ہوں جی۔

(تالیاں)

وزیر قانون: سر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے ابھی اس کے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! ہاؤس پراپرٹی نہیں ہے، سوال ہاؤس کی پراپرٹی کا ہے۔

(قہقہے)

وزیر قانون: نہیں جی، یہ کوئسچن ہاؤس پراپرٹی ہے اور ریکویسٹ تو دوسری بات یہ ہے کہ ایسے If he agree with this request?

جناب بشیر احمد بلور: دا کوم Mover چې دے نو هغه وائی چې زه Satisfied یم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: نو بیا زما خیال دے چې په هغې کښې نور څه خبره پاتې نه شوه۔ Legally and practically همیشه داسے کیږی چې Mover اووائی نو بیا د هغې نه پس دا نه وی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شہزادہ گستاسپ خان صاحب۔

قائد حزب اختلاف: سر! یہ ہم آنریبل چیف منسٹر، لاء منسٹر اور وزیر بلدیات صاحب کا بہت احترام کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہاؤس میں ماحول اچھا رہے ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق پیدا ہو۔ تو یہ اگر ہاؤس کی پراپرٹی بھی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اگر کوئی درخواست اتفاق کے لئے کرتا ہے اور Mover اسے مانتا ہے تو میرا خیال ہے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم شاہ راز خان۔

جناب شاہ راز خان: په دیکښې زما عرض دا دے چې کله مرید کاظم صاحب سوال اوکړو نو د هغه ځائے خبره راغله چې دا به سیفټی کمیشن ته لاړ شی، د دې به تحقیق اوکړو، د دوئ هم دا مطالبه وه چې دا تاسو کمیټئ ته حواله کړئ، سټینډنګ کمیټئ ته حواله کړئ۔ هغوې اووے چې مونږ به دا سټینډنګ کمیټئ ته حواله کړو نو زما ګزارش دا دے چې په دیکښې بیا څه خبره ده، ولې مونږ په دے اعتراض کوؤ چې ګنی هغې ته دے نه ځی۔ په هغې کښې به تحقیق اوشی، معلومات به اوشی۔ که فرض کړه د چا په Part باندې څه غلطی راځی نو هغه ته به سزا ملاؤ شی۔

Mr. Deputy Speaker: Next.

جناب شاہ راز خان: رولنګ پرے شوې دے جناب ولې ئے ------

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: جی، میری عرض یہ ہے کہ ہم تو اپوزیشن لیڈر صاحب کی بات کو بالکل بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ یہ ہاؤس اچھی طرح چلنا چاہیئے لیکن اس میں کچھ Illegality involve ہو چکی ہے تو، ایم ایم اے کی گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ جب نشاندہی ہو جائے کہ یہاں Illegality involve ہے تو ہمارے منسٹر صاحب نے تو بڑی کوشش کے بعد ان کے ساتھ یہ مان لیا یا تو یہ کہیں کہ اس میں کچھ Illegality نہیں ہوئی ہے، ٹھیک ٹھاک ہو چکا ہے، میں نے Just to show the news papers یہ کوئسچن اٹھایا تھا پھر تو ٹھیک ہے اگر Illegality ہے جی تو پھر تو یہ ہاؤس پراپرٹی ہے اور آپ کی Discretionary powers ہیں اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔۔۔

(شور)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں اس پر نوٹس دیتا ہوں ڈسکشن کے لئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں نوٹس دیتا ہوں Rule 48 کے تحت اس سوال پر ڈسکشن کے لئے۔ اس سوال پر ڈسکشن کے لئے آپ کوئی ٹائم رکھ لیں کہ کسی دن اس پر ڈسکشن کی جائے۔

وزیر قانون: نہیں جی، ڈسکشن جو آپ رول 41 کہہ رہے تھے وہ تو ہو چکا ہے۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر بلدیات۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جب اس پر معزز رکن نے یہ کہا کہ میں نے وہاں پر خود ٹرانسفارمرز دیکھے ہیں لہذا ان کی بات کو میں رد نہیں کر سکتا تھا۔ ان کی بات پر مجھے بہت زیادہ یقین ہے بہ نسبت محکمے کے جواب کے تو اسی وجہ سے میں نے ان کی بات کو آنر کرتے ہوئے ان کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اگر انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے وہ ٹرانسفارمرز وہاں پر دیکھے ہیں اور اس بات پر انہیں یقین ہے کہ وہ ٹرانسفارمرز کسی پرائیویٹ کمپنی سے خریدے گئے ہیں تو اس کی تحقیقات کرنے میں کیا حرج ہے؟۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: ہم آپ کے مشکور ہیں، وزیر صاحب کے بھی مشکور ہیں۔۔۔۔

جناب کاشف اعظم: سپیکر صاحب! ته زما خبره واوره، په پوائنټ آف آرډر باندې۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو له موقع درکوم جی، تاسو پلیز، آپ تشریف رکھیں میں آپ دونوں کو موقع دیتا ہوں۔

جناب کاشف اعظم: سپیکر صاحب! تاسو پرے رولنګ ورکړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو موقع دونگا، آپ دونوں کو موقع دیتا ہوں۔ I have given floor to Mr. Abdul Akbar Khan sahib.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر کے مشکور ہیں، لوکل باڈیز منسٹر کے بھی مشکور ہیں، سارے ممبران کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپوزیشن کے ایک سوال کو اتنا اہم سمجھا، میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ اور ممبران صاحبان کے حلقوں میں بھی شاید اس طرح کے واقعات ہوئے ہوں تو کیوں نہ میں Rule

On every Tuesday the Speaker may on two clear days کرکے quote notice….

Mr. Deputy Speaker: Rule No. Rule No?
Mr. Abdul Akbar Khan: Rule No. 48.
Mr. Deputy Speaker: 48.
Mr. Abdul Akbar Khan: Notice being given by Member allot one hour for discussion on a matter of Public importance, which has recently been subject of a question stand or unstand.

جناب سپیکر! چونکہ یہ کوسچین ہے اور اس کے مطابق میں رول 48 کے تحت Any Member can give a notice, I am Member of this House and I am giving notice that under Rule 48, it should be admitted for discussion on Tuesday, it should be allotted one hour, any Member can speak on this.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب کاشف اعظم صاحب (شور) محترم جناب کاشف اعظم صاحب۔

جناب کاشف اعظم: جناب سپیکر صاحب! دا په دے باندې ډسکشن اوشو، تاسو په دے باندې ووټنګ اوکړو، تاسو په دے باندې رولنګ ورکړو او تاسو دا ډیفر کړو۔ د دې نه پس په دے باندې دا بحث لاحاصل دے او نه د 48 لاندې دوئ

نوټس ورکولې شي۔ تاسو په دے باندې رولنګ یو ځل ورکړو لهذا تاسو بل کوئسچن ته لاړ شئ۔ چې پرے یو ځل رولنګ ورکړو نو تاسو بیا په دے باندې د سکشن کوئ؟ تاسو ډیفر کړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم نادر شاہ صاحب، محترم جناب نادر شاہ صاحب۔

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب!

جناب نادر شاہ: زما دا جی دا خبره ده چې په دے خو تاسو رائے شماری واغستله د هاؤس نه، که فرض کړو دے ممبرانو ته پکښې څه شک وی په رائے شماری کښې د کم یا د زیات نو Counting دے پرے اوکړے شی او دا دے سټینډنګ کمیټئ ته لاړ شی۔ تاسو خو رولنګ ورکړے دے په دیکښې نور ضرورت څه دے۔

(تالیاں)

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی ذرا بات سن لیتے ہیں، پھر آپ کو، تاسو ته موقع درکوم۔ جناب حبیب الرحمان صاحب۔

جناب حبیب الرحمان: زما جی هم دا ریکویسټ دے، دا خو تاسو یو Decision واغستو، د 48 نه خو خبره تلې ده، د ډسکشن نه۔ هغه خو تاسو Already هاؤس ته وړاندے کړو او ستاسو په دغه باندې هاؤس فیصله درکړه۔ که ستاسو په فیصله باندې د دوئ شک وی بیا فیصله واخلئ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نعیمہ اختر صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ اختر: یہی بات سر! ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے یہ تو ہاؤس کو Put کر دیا ہے۔ اگر آپ کو کوئی شک ہے تو آپ اس پر ووٹنگ کرائیں۔ اب تو یہ نوٹس نہیں دے سکتے۔ نوٹس تو اس سے پہلے آنا چاہیئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر شکریہ۔ آج ایسے لگ رہا ہے جیسے ہاؤس میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کی وجہ سے بہہ رہی ہے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: اور آپ اس کی حمایت کر رہے ہیں۔

جناب انور کمال خان: اس سے پیشتر یہاں پر جب بھی اپوزیشن کی طرف ڈیمانڈ آتے رہے کہ آپ فلاں مسئلے کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں تو ہمیشہ حکومت اس کو Oppose کرتی رہی ہے اور آج بھی ہمارے ظفر اعظم صاحب اس کو اس وقت تک Oppose کرتے رہے جب ان کے کان میں کسی نے کوئی بات ڈالی تو اس کے بعد وہ جا کر الٹے ہو گئے تو اس میں کونسی قباحت ہے جناب اور کیوں اس سے مسئلہ بنایا جا رہا ہے؟ جب خود Mover یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں بیٹھ کر یہ معاملہ طے کرینگے تو۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اس سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے درخواست میں نے کی ہے، ظفر اعظم صاحب نے نہیں کی ہے، آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب انور کمال خان: ایک منٹ، سردار صاحب! اس میں ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کیوں اس ہاؤس کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔ یہ کونسا ایسا مسئلہ ہے کہ آپ کمیٹی میں اس کو بھجوا کر، کسی کو پھانسی لگا دینگے، کوئی پھانسی نہیں ہوگا۔ اس سے پیشتر بھی ہم کہہ چکے ہیں۔۔۔۔۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: میں یہاں پر یہ بات ضرور کرونگا کہ * + + + + میں اسکو چیلنج کرتا ہوں۔

جناب انور کمال خان: نہیں نہیں آپ ایسی بات نہ کریں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز آرڈر، پلیز آرڈر۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

(شور)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: کسی بڑے لیڈر کا نام نہ لیں ورنہ ہم بھی انکے لیڈروں کے نام لیں گے۔ ذاتیات پر نہ آئیں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پلیز بیٹھ جائیں۔

جناب انور کمال خان: میں جناب سپیکر ریکویسٹ کرتا ہوں۔۔۔۔۔

(مداخلت)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان کو Expunge کرنے کا آرڈر دیتا ہوں، جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، میں ان کو Expunge کرتا ہوں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: ہمارے لیڈر کا نام لیا گیا ہے ہم احتجاج کرتے ہیں۔ غلط بات آپ کر رہے ہیں، آپ توہین کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے بڑوں کی توہین کرینگے۔۔۔۔۔

(شور)

Mr. Deputy Speaker: No more discussion.

جناب انور کمال خان: میں ریکویسٹ کرتا ہوں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو بس کیبننئ۔

جناب انور کمال خان: مونږ خو ماحول درته سموؤ لګیا یو صاحبه، غلطه خبره درته نه کوؤ۔

جناب محمد امین: شاد محمد خان ته موقع ورکړئ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بشیر بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! د هغوی د طرف نه زه معذرت غواړم۔ مونږ ټول اپوزیشن معذرت غواړو۔

جناب انور کمال: مونږه ټول معذرت غواړو په دې خبره باندې، مونږه خفه یو۔

جناب بشیر احمد بلور: مونږ معذرت کوؤ۔۔۔۔۔

(شور)

جناب انور کمال خان: مونږه هیڅ کله د چا په ذات باندې اعتراض نه کوؤ۔ مونږه وایو چې دا معامله ختم کړی۔۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: بشیر بلور صاحب، بشیر بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: مونږ ه خو وایو چې مونږه دلته داسې حالات نه پیدا کوؤ چې که یو سړے موجود وی، د هغه نوم اخستل هم غلط دی او دا معذرت کوؤ د هغوی د طرف نه ټول هاؤس ته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو کښینئ جی۔ مولانا صاحب تاسو کښینئ۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: زه د خپل لیډر په نوم اخستو احتجاج کوم، زه به د ده د لیډرانو نوم واخلم۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: زه دا عرض کوم چې دا دومره خبره نه ده، تاسو ته ما مخکښې عرض اوکړو۔۔۔۔۔۔

(مداخلت/شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شهزاده گستاسپ خان، شادمحمدخان تاسو مهربانی اوکړئ، شهزاده گستاسپ خان، آنریبل اپوزیشن لیډر۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): یہ ایک مہذب ہاؤس ہے سر۔ ہم سارے اس کے ممبران ہیں (مداخلت) سر! ہاؤس ان آرڈر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز آرڈر۔

قائد حزب اختلاف: اور غلط بات جس طرف سے بھی کوئی کی جائے وہ ٹھیک نہیں ہوتی۔ اس ہاؤس کا ماحول ہم خراب نہیں کرنا چاہتے۔ اگر حفیظ اللہ خان کی بات سے کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو ہم سارے اس کے لئے معذرت چاہتے ہیں۔ (تالیاں) کوئی ایسی بات نہیں ہے، ہم ہاؤس میں ماحول کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہیں اور ہم یہ امید رکھیں گے کہ جس طرح آج اگر ایک لفظ کسی نے غلط کہہ دیا اس طرف سے تو اس طرف سے بھی اگر کوئی غلط لفظ آئے گا تو اسی جذبے کا وہ بھی ثبوت دینگے۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! زما درخواست دے کہ Mover ئے دلتہ پخپلہ واپس کړی نو دا شے بہ دلتہ ختم شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم ظفر اعظم صاحب۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): شہزادہ گستاسپ صاحب کے ہم شکر گزار ہیں۔ ہم بھائی ہیں اگر ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں، ہمارے منہ سے بھی اگر کوئی سخت الفاظ نکلے ہوں تو ہم بھی معافی کے طلب گار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسے تمام الفاظ کو Expunge کیا جاتا ہے۔ یہ ایک معزز اور مقدس ایوان ہے۔ اسکے اراکین قوم کے منتخب نمائندے ہیں اور یہ انکی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں اور کسی بھی قومی لیڈر کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال نہ کریں جو ہم سب کے لئے محترم اور قابل احترام ہیں۔ Next سوال نمبر 380 جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

* 380 _ جناب عبدالاکبر خان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت ضلعی کونسل کا آڈٹ ضروری ہے;

(ب) آیا ضلع کا آڈٹ، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے نمائندے کے ذریعے کیا گیا ہے;

(ج) اگر (ب) کا جواب نفی میں ہو تو کیا یہ محکمہ کی نااہلی نہیں;

(د) آیا حکومت نے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو اس سلسلے میں کارروائی کرنے کی درخواست کی ہے؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) جی ہاں۔ لوکل آرڈیننس 2001 کے تحت ضلع کونسل کا آڈٹ ہونا ضروری ہے۔

(ب) لوکل فنڈ کا آڈٹ ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کرتا ہے جب کہ صوبائی فنڈ کا آڈٹ آڈیٹر جنرل کے نمائندہ کے ذریعے کی جاتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں ایک ترمیم کے ذریعے ضلعی سطح پر صرف ایک فنڈ (ڈسٹرکٹ فنڈ) قائم کیا گیا ہے۔ جس کا آڈٹ اب آڈیٹر جنرل کی طرف سے مقرر کردہ نمائندہ کریگا۔

(ج) یہ درست نہیں۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کی جاچکی ہے۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 (ترمیم شدہ) کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا آڈٹ، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی ذمہ داری ہے۔ رواں مالی سال

2002-03 کے دوران ڈائریکٹر جنرل آڈٹ صوبہ سرحد کے دفتر نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے جو آڈٹ پروگرام مرتب کئے ہیں اس کے ساتھ منسلک ہیں۔

(د) چونکہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے پہلے ہی رواں مالی سال کے لئے آڈٹ پروگرام مرتب کیا ہے لہذا مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔(مزید معلومات لائبریری میں ملاحظہ کریں)۔

جناب عبدالاکبر خان: شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 380 (الف)،(ب)،(ج)،(د)۔ جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب یہ "ج" کا جواب پڑھ کر سنائیں گے یا چلیں جی نہ سنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: "ج" کا، آرڈر پلیز۔ ضمنی بتائیں جی؟

جناب عبدالاکبر خان: ہاں، ضمنی میرا یہ ہے کہ کیا یہ 2002-03 مالی سال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا سردار ادریس صاحب، وزیر بلدیات۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر! جو آڈٹ Complete ہوا ہے اے جی آفس سے، وہ ہمیشہ ایک سال پہلے کا آڈٹ Complete ہوتا ہے۔ اس میں 2001 تک کا آڈٹ اے جی سے Complete ہو چکا ہے اور ابھی رواں مالی سال جو آڈٹ ہے یہ ان شاءاللہ اس اکتوبر تک Complete ہو جائے گا اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں میرا سوال تھا کہ انہوں نے کہا ہے کہ رواں مالی سال 2002-03 کے دوران تو کیا یہ 2002-03 مال سال ہے، میرا سوال یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا یہ مالی سال 2002-03 ہے؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: یہ 2003، یہ پچھلے سال کی آپ بات کر رہے ہیں کہ 2002-03 جو ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں رواں مالی سال لکھا ہوا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: یہاں رواں مالی سال 2002-03 لکھا ہوا ہے۔

جناب شاد محمد خان: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاد محمد خان صاحب، محترم جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: مونږ پله شوک توجه نه کوی۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جو آڈٹ کا رواں مالی سال۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب شاد محمد خان: آپ بیٹھ جائیں نا یار۔ خبره دا ده، ماحول ډیر گرم دے، دولس بجے دی، ستنے سورے دی، د چائیو اعلان کوه چې لږ بیا برابر شو ورته۔گنی لاړو درنه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیا خو به تاسو نور هم گرم شئ۔ سردار ادریس صاحب، محترم سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اس میں 03-2002 کی آڈٹ رپورٹ منسلک ہے اس کو دیکھ سکتے ہیں اور جو ٹائمنگ، جو فریم ورک دیا ہے آڈیٹر جنرل نے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرے سوال کو پھر یہ نہیں سمجھے ہیں۔ یہ آپ ذرا دیکھیں جی کہ رواں مالی سال 03-2002۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان کو سمجھا دیتا ہوں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: میں سمجھ رہا ہوں۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ کہہ رہا ہوں کہ 2002-03 رواں مالی سال سے مراد یہ ہے کہ آڈٹ کا رواں مالی سال ہوتا ہے۔ جناب عالی آڈٹ کے لئے جو پچھلا سال تھا وہ رواں مالی سال ہے، اس سے یہ مراد ہے، آپ ذرا آڈٹ کی Languages سمجھ لیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! یہ تو میں پہلی دفعہ سن رہا ہوں کہ آڈٹ کا مالی سال الگ ہوتا ہے اور Financial year کوئی اور ہوتا ہے۔ Financial year تو ایک ہی ہوتا ہے چاہے یہ 03-2002 ہے۔ جناب سپیکر! یہ مان لیں کہ ان سے غلطی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس جی Next سوال۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جی میرا سپلیمنٹری ہے ناں، سر۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: نہیں جی انہوں نے بالکل ٹھیک لکھا ہے۔ رواں مالی سال 03-2002 ہے۔ جناب سپیکر! رپورٹ میں دیکھیں اگر کوئی غلطی ہے تو بتائیں۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں رپورٹ کی میں بات نہیں کر رہا ہوں جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ خود سوچیں کہ کیا کسی ایک محکمے کا رواں مالی سال الگ ہوتا ہے دوسرے محکمے کا رواں مالی سال الگ ہوتا ہے، Financial year تو ایک ہی ہوتا ہے۔ وہ تو جو سال ہوتا ہے Financial year وہی ہوتا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ آڈٹ کا Financial year الگ ہوتا ہے۔ نہیں، وہ آڈٹ جب کرتے ہیں تو پچھلے سال کا کرتے ہیں لیکن رواں مالی سال کا مطلب وہی Financial year ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: یو ریکویسټ کومه۔

قاضی محمد اسد خان: سر! اگر 30 جوان سے پہلے کا اگر آپ ایڈمٹ کرلیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: میں عبدالاکبر خان صاحب سے یہ درخواست کرونگا کہ آڈٹ کے لئے لازم نہیں کہ اسی سال کا آڈٹ اسی سال میں ہوگا۔ ہمارے پی اے سی میں دس سال پرانے کیسز بھی آتے ہیں اور آڈٹ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے پچھلے سال کا اس سال آجائے یا دو سال بعد آجائے، تین سال بعد یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، لازم نہیں ہے کہ ہر سال کا آڈٹ اسی سال میں ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ Next سوال نمبر 405 منجانب۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: میرے سپلیمنٹری کا جواب تو انہوں نے نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے تیری بات

دے ان کو دل اور تجھ کو دے زبان اور۔۔۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 405 محترمہ ڈاکٹر سمیں محمود جان صاحبہ۔ (نشته، Lapse)۔

جناب کاشف اعظم: زما پکښې یو ضمني د ے جي۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی۔

جناب کاشف اعظم: دا یو ډیره اهم خبره ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: هغه خو نشته کنه، Lapse شو۔

جناب کاشف اعظم: زه ریکویسټ کوم جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا Lapse شو۔ سوال نمبر 445 منجانب محترم جناب مولانا امان اللہ حقانی صاحب۔ جی آرڈر پلیز۔ مولانا امان اللہ خان حقانی، سوال نمبر 445۔ آج ہمارے سب دوست بڑی بد نظمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

* 445 _ مولانا امان اللہ: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات کے زیر نگرانی ضلع پشاور کے اندر اور گردونواح میں مختلف پبلک مقامات اور تفریح گاہیں قائم ہیں;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تفریح گاہیں اور پارک مثلاً باغ ناران، شاہی باغ، وزیر باغ اور جناح پارک عوام کی تفریح اور سہولت کے لئے بنائے گئے ہیں;

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ بلدیات مختلف ٹیکسوں کی شکل میں وصول شدہ ٹیکس مختلف اخراجات کے علاوہ ان پارکوں پر بھی خرچ کرتی رہی ہے;

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان پارکوں میں خصوصاً جناح پارک اور شاہی باغ میں چند سالوں سے کوئی اضافی ردوبدل یا سہولت فراہم نہیں کی گئی ہے;

(ہ) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان دو پارکوں میں داخلے کے لئے ٹھیکیداروں کے ذریعے ایک روپیہ کا ٹکٹ لگایا گیا ہے;

(و) اگر (الف) تا (و) کے جوابات اثبات میں ہوں تو اس داخلہ ٹکٹ کا کیا جواز ہے اور غریب عوام کو پارک میں داخلے پر کیوں قدغن لگایا گیا ہے۔ اس حکم کی باقاعدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بلدیات دیہی ترقی: (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ جناح پارک اور شاہی باغ میں ہر سال یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی خوبصورتی کو برقرار رکھا جائے اور ساتھ عوام کو تفریحی سہولیات مہیا کرنے کے لئے ان پارکوں میں مختلف قسم کے تفریحی سامان کا انتظام کیا جاتا ہے اور اسی جذبے کے تحت شاہی باغ میں ایک خوبصورت اور بین الاقوامی طرز کا تفریحی پارک(Amusement park) جس میں مختلف قسم کے جدید جھولے، ڈاجم کار، واٹر سلائیڈ وغیرہ شامل ہیں جس سے شاہی باغ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوگا۔

(د) یہ درست ہے کہ سابقہ میونسپل کارپوریشن پشاور میں ان پارکوں میں داخلہ فیس مبلغ ایک روپیہ نافذ کی گئی تھی جو کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ قائم ہونے پر ٹاؤن ون انتظامیہ کے حوالے کی گئی ہے اور ٹاؤن ون انتظامیہ حسب سابقہ یہ معمولی فیس وصول کر رہا ہے جو کہ ملک کے دوسرے پارکوں کی نسبت بہت کم ہے۔

(ہ) یہ نافذ العمل معمولی فیس جو کہ ملک کے دوسرے شہروں کے پارکوں کی نسبت بہت ہی کم ہے اس لئے وصول کی جارہی ہے تاکہ ڈسپلن برقرار رہے نیز یہ داخلہ فیس ان ہی پارکوں کی خوبصورتی پر خرچ کی جاتی ہے۔

<u>مولانا امان اللہ</u>: جناب سپیکرصاحب! سوال نمبر445(الف)،(ب)،(ج)،(د)،(ہ)،(و)۔ما دا سوال چې کړے دے نو په دیکښې یو خبره دوئ کړې ده په جواب کښې۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جزاو بنایه ورته۔

<u>مولانا امان اللہ</u>: د جز "و" یہ درست ہے کہ سابقہ میونسپل کارپوریشن پشاور کے ان پارکوں میں داخلہ فیس مبلغ ایک روپے نافذ کی گئی تھی؟ او روستو هم دا وائی چې دا فیس ډیر کم دے نو جناب سپیکر زما په حلقه کښې خصوصاً باغ ناران او تاتارا پارک، هغې کښې د هغې علاقے باشندګان وی، د هغوی نه درے روپۍ فیس اخلی داخله۔ هغه خلق به واک کوم ځائے کښې کوی، هلته چې راځی چمن ته نو روزانه د هغوی نه چې

دا د رے روپئ اخلی نو دا د هغوې سره یو ډیر غټ ظلم دے، د دې باره کښې زه لږ وضاحت غواړم او چې که کیدې شي چې دا ختم کړے شي۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ډاکټر ذاکرشاه صاحب، دے سره متعلق دے ؟

ڈاکٹر ذاکر شاہ: آو جی۔ ضمنی سوال دے پکښې جی۔ دوئ وائی په "د" جز کښې چې ہر سال اس کے سامان تفریح کا انتظام کیا جاتا ہے۔د دې د آرائش د پاره پیسے لږې لګیا دے۔ سپیکرصاحب! د دې باؤنډری وال غورځیدلے دے، تر اوسه پورې غورځیدلے دے هغه ولې نه دے جوړ شوې نو دوئ دا پیسے په څه باندې لګوی ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شوه۔ جناب سردار ادریس صاحب، وزیر بلدیات۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات ودیہی ترقی): جناب سپیکر! اس کے شرائط کے اندر ایک روپیہ Per head کا تھا اور اگر وہاں پر تین روپے وصول کئے جارہے ہیں تو انہوں نے چونکہ اس میں ذکر نہیں کیا تھا کہ تین روپے وصول کئے جارہے ہیں، یہ فریش کو ئسچن ہے اور اس سلسلے میں میں تحقیقات کرونگا۔اور اگر وہ تین روپے وصول کر رہے ہیں تو وہاں پر ایک روپیہ ہی وصول ہوگا، تین روپے وصول نہیں ہونگے۔ جہاں تک شہر کی پارکنگ کا تعلق ہے ابھی سی ایم صاحب نے گور گھٹڑی کا اور دوسرے پارکنگ میں بھی گئے، وہاں پر جب سے ہم نے حکومت سنبھالی، میں مختلف پارکوں میں خود بھی گیا ہوں۔ وہاں پر ہم نے اس بات پر خصوصی توجہ دی ہے کہ پارکنگ کی حالت بہتر بنائے تاکہ یہاں زیادہ پارکنگ پشاور میں نہیں ہے۔اس شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے اور پارکنگ حالت بہتر کرنے کے لئے اور اپنے بچوں کو تفریح کا سامان مہیا کرنے کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ضرور توجہ دینگے۔ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کر رہی ہے اور ڈسٹرکٹ کو ہم اور ضروری ہدایات جاری کرینگے۔ اس میں پراونشل گورنمنٹ بھی، سی ایم صاحب نے بھی اعلان کیا ہے، اس دن وہاں گور گھٹڑی پارک کے اندر، ان پارکوں کو بہتر بنانے کے لئے صوبائی حکومت خصوصی فنڈز مہیا کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، امان اللہ حقانی صاحب تاسو څه اوویل ؟

مولانا امان اللہ: ما دا خبره کوله چې د حیات آباد خلقو نه مختلف مدونو کښې ټیکسونه وصول کیږی نو کم از کم د هغه ځائے باشندګان د دې نه Exempt شي۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکبنې بیا تاسو بل تجویز راوړئ کنه۔ Next سوال نمبر 446 منجانب محترمه نسرین خټک صاحبه۔

* 446 _ محترمہ نسرین خٹک: کیاوزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات میں لوکل گورنمنٹ کمیشن قائم کیا گیاہے;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کسی خاتون ممبر کو مذکورہ کمیشن میں بحیثیت ممبر شامل نہیں کیا گیاہے;

(ج) اگر(الف)و(ب)کے جوابات اثبات میں ہوں تو آیا حکومت خواتین ممبرز کو اس کمیشن میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: (الف) جی ہاں۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے دفعہ 131 کے تحت لوکل کمیشن بنایا گیاہے۔

(ب) جی ہاں کیونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

(ج) موجودہ کمیشن کو عرصہ چار سال کے لئے بنایا گیاہے۔ جس میں فی الحال مزید نامزدگی کی گنجائش نہیں ہے البتہ موجودہ ممبران کی میعاد پوری ہونے کے بعد اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

محترمہ نسرین خٹک: جناب سپیکر صاحب! سوال نمبر 446(الف)،(ب)،(ج)۔ یہ کوسچن تھا لوکل گورنمنٹ کمیشن کے قیام کے بارے میں اور ایک یہ سوال تھا کہ آیا یہ بھی درست ہے کہ کسی خاتون ممبر کو مذکورہ کمیشن میں بحیثیت ممبر شامل نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب میرے خیال میں مجھے توکم از کم ایک عجیب و غریب نظر آتا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔ جی ہاں کیونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اسکی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ میں بالکل Satisfied نہیں ہوں اس جواب سے جب کہ لوکل گورنمنٹ میں بلدیات کے الیکشن کافی تاخیر کے بعد الحمد اللہ ہوئے ہیں۔ اس میں خواتین کی بھاری تعداد آئی ہے، پڑھی لکھی کونسلرز موجود ہیں تو میں حیران ہوں کہ کونسلرز میں Male اور Female کا تضاد کب سے آیا ہے؟ I am totally dissatisfied with this answer اور لوکل گورنمنٹ کمیشن میں خواتین کی عدم موجودگی میرے خیال میں اس سے ساری خواتین کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ جب آپ ملک کی نصف سے زیادہ آبادی کو نظر انداز کرینگے تو آپ کس قسم کی ترقی کی بات کر رہے ہیں۔ آگے ملاحظہ فرمائیے۔ اگر(الف)و (ب)کے جوابات اثبات میں ہوں تو آیا حکومت خواتین ممبرز کو اس کمیشن میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے، تفصیل ملاحظہ کریں۔اب اس کا جواب تو میرے خیال میں Un-satisfactory ہے وہ یہ لکھتے ہیں کہ یہ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس میں ضمنی سوال پوچھیں جی۔

محترمہ نسرین خٹک: جی، ضمنی کی طرف آرہی ہوں کیونکہ تمہید تو کچھ باندھنی پڑتی ہے۔ موجودہ کمیشن کو عرصہ چار سال کے لئے بنایا گیا ہے جس میں فی الحال مزید نامزدگی کی گنجائش نہیں۔البتہ موجودہ ممبران کی میعاد پوری ہونے کے بعد اس پر غور کیا سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن کے آرڈیننس میں یہ کہاں لکھا گیا تھا کہ صرف Male ممبرز اس میں ہونگے، ہم عزت کرتے ہیں، ہم احترام کرتے ہیں بھائیوں کا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھا جائے۔ وزیر بلدیات صاحب سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی کرکے اسکی وضاحت کریں اور یہ نہ کہیں کہ فلور کے بعد اس پر بات ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار ادریس صاحب، وزیر بلدیات۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر صاحب! محترمہ نسرین خٹک صاحبہ کو ہم کمزور نہیں بلکہ بہت طاقتور سمجھتے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اور وہ بڑی اچھی رطب اللسان بھی ہیں، گفتگو کے اندر ید طولی رکھتی ہیں لیکن جو اس کے اندر وضاحت بھی کی گئی ہے سیکشن 131 کے تحت چار سال کے لئے تقرر ہونا تھا اور لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس کے تحت ہم نے تقرر کر دیا ہے لیکن یہ بات ان کی درست ہے کہ وہاں پر خاتون کی تقرری ہونی چاہیئے۔ میں ابھی اس سلسلے میں این آر بی، دانیال عزیز سے درخواست کرونگا، ان کو بھیجوں گا کہ ہمیں ایک اور اضافی ممبر کی اجازت دی جائے اور پھر ہم انشاءاللہ وہ ایک ممبر کوئی خاتون ہی لیں گے۔ جونہی ہمیں اجازت ملتی ہے لیکن چونکہ ہم نے چار سال کے لئے کمیشن مقرر کر دیا ہے تو اس میں فی الحال ہم کوئی تبدیلی نہیں کر سکیں گے۔ اور ہم سے انشاءاللہ تعالیٰ جو کچھ بھی ہو سکا، ان خواتین کی ہم چاہتے ہیں کہ (مداخلت) پلیز مجھے بات ختم کرنے دیں۔ تو اس میں ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہاں پر خواتین کی تقرری ہو

اور خواتین کا احترام ہم کرتے ہیں۔ یہ میرے لئے بہت زیادہ محترم ہیں، بہت زیادہ ہم ان کا احترام بھی کرتے ہیں۔اوران کی بڑی اچھی یہ بات ہے کہ وہ خواتین کے حقوق کے لئے اکثر بات کرتی رہتی ہیں خواہ وہ خواتین کمیشن کے بارے میں ہو یا کوئی انٹرنیشنل سطح پر یا صوبائی سطح پر ہو،انہیں ہم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اوران شاءاللہ تعالی ہم کوشش کریں گے اور ان کے انہی جذبوں کا خیال رکھتے ہوئے ہم ان شاءاللہ ان کو شامل کریں گے۔

جناب عبدالاکبر خان: سپلیمنٹری جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپلیمنٹری ہے جی؟

جناب عبدالاکبر خان: سپلیمنٹری ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب۔No detailed discussion۔

جناب عبدالاکبر خان: لوکل گورنمنٹ کمیشن جو ہے تو کیا اس میں ممبرز زیادہ کرنے کے لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ترمیم کرناپڑے گی یااین آربی سے اجازت لینی پڑے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ترمیم کرناپڑے گی جی۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: سیکشن 13 لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جو ہے اس کے اندر ترمیم کرناپڑے گی۔ اس میں ہم ازخود کوئی اضافہ نہیں کرسکیں گے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! تو پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ این آر بی سے رجوع کریں گے۔اس کا این آر بی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: اس لئے کہ اس کی ترامیم این آر بی کے Through ہونگی۔

جناب عبدالاکبر خان: این آربی، پراونشل اسمبلی انکی منظوری دیگی اور پریذیڈنٹ۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: جناب عالی! معززرکن کو یہ معلوم ہے کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نو،نو۔نہیں، نہیں۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: اسے شیڈول سکس میں ڈالا گیاہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیڈول سکس میں ڈالا گیاہے، ہاں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: اور ہم اس میں ترمیم نہیں کر سکتے، Kindly express me۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں کر سکتے تو این آر بی بھی نہیں کر سکتی۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: وہ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں لیکن ویسے ہی بات کو طول دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر! رول 48 کے تحت ہم چاہتے ہیں کہ اس پر ڈسکشن ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر ڈسکشن تو کافی ہو گئی ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں سر۔ ہم لوگ تو ابھی نہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرونگا باقی تمام سوالات جو ہیں وہ Lapse ہو جائیں گے۔۔۔

(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: پہ Written کښې د رله د رکړو ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب تو ہو گیا ہے جی۔

جناب فیصل زمان: ایک سوال کا جواب ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک سوال کا سوال ہے۔ اچھا، سوال نمبر 458 منجانب جناب محترم فیصل زمان صاحب۔

قاضی اسد: سر! وہ باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ ایک سوال کا سوال ہے جی۔

* 458 _ جناب فیصل زمان: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ درست ہے کہ تحصیل ناظم، غازی نے جنرل الیکشن اکتوبر 2002 میں حلقہ پی ایف 52 ہری پور کے الیکشن مہم کے دوران عوامی اجتماعات میں ترقیاتی کاموں کے اعلانات کئے تھے ;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ تمام اعلانات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے ؟۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ تحصیل ناظم غازی نے جنرل الیکشن اکتوبر 2002 حلقہ پی ایف 52 ہری پور کے الیکشن مہم کے دوران کسی قسم کے ترقیاتی کاموں کا

اعلان کیا ہے کیونکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 03-2002 پہلے ہی سے جون 2002 میں کونسل نے منظور کر لیا تھا۔

(ب) جیسا کہ الف میں مذکور ہے۔

جناب فیصل زمان: شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 458 (الف)،(ب) جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ تحصیل ناظم غازی نے کوئی اعلانات نہیں کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سفید جھوٹ ہے اور یہ میرے معزز عوام کو پتہ ہے کیونکہ سب کی ساتھ یہ مسئلہ پیش آیا ہے الیکشن کے دوران لیکن یہ لکھتے ہیں کہ، لیکن میں یہ حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے، سفید جھوٹ ہے۔ جو بھی سوال آتا ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں لیکن جناب سپیکر مجھے پتہ ہے سردار صاحب اٹھیں گے، عرض یہ کریں گے اور وہ کریں گے لیکن۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غضب کیا تیرے وعدے پہ اعتبار کیا۔

جناب فیصل زمان: لیکن جناب سپیکر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، ان کے ساتھ تو یہ واقعات ہوتے رہے ہیں لیکن یہ بھی مجھے پتہ ہے یہ کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار ادریس صاحب۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میرا بھائی خاصے جذباتی انداز میں اپنی بھڑاس نکال رہا ہے اور ٹاؤن کے خلاف اپنی، اس تحصیل کونسل کے خلاف یہ جو اعلانات کا ذکر کر رہے ہیں وہ اس کونسل کے اندر، جون کے اندر وہ ساری Approvals انہوں نے لی ہیں اور اس کے بعد اگر کوئی تحصیل ناظم یا ڈسٹرکٹ ناظم Public place میں جا کر وہ اناؤنس کرتا ہے تو اس کے لئے As such ہمارے پاس تو کوئی قانون نہیں ہے کہ ہم اس کو روک سکیں کہ Public place میں اس کا اعلان نہ کریں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی Particular case یا کوئی Particular اعلان جو کہ وہاں پر کونسل سے Approval کا جو اس کا طریقہ کار ہے، جو بھی Developmental کام ہوتا ہے وہ خواہ تحصیل کونسل ہو یا ڈسٹرکٹ کونسل ہو، میں آپ کی توجہ چاہوں گا جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سر، جی سر۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: خواہ وہ تحصیل کونسل ہو، خواہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل ہو، ڈسٹرکٹ ناظم از خود اس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ جو بھی اختیار ہے وہ کونسل کے پاس ہے اور جب تک وہ کونسل سے Approve نہ کریں وہ سارے اس کے اعلانات Illegal ہونگے۔ اور ہمارے پاس جو رپورٹ آئی ہے اس کے اندر لکھا ہے کہ اس نے کونسل سے سب Approvals لی ہیں۔ اگر کسی بھی Particular case کی یہ اگر نشاندہی کر سکتے ہیں کہ اس میں اسکی Approval موجود نہیں ہے تو پھر ہم اس ناظم کے خلاف Serious action بھی لے سکتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کمیشن، چیئرمین لوکل گورنمنٹ کمیشن کو یہ درخواست دیں کہ وہاں پر اس طرح کی Illegality ہوئی ہے تو ہم سپیشل انسپکشن اس کی کریں گے اور اگر کوئی ایسی بات ہے تو ہم اس کے خلاف تادیبی کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، شکریہ جی۔ Next jee. Item No. 3. Leave applications

جناب عالم زیب: سپیکر صاحب! زما یو سوال وو جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ھغہ اوس Defer شو، بس Lapse شو۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر! میں مطمئن نہیں ہوں، مجھے موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا خو اوس Defer شو کنہ جی، زہ خہ اوکړم۔ یو منټ تاسو، دا خبرہ خو دے بدہ نہ دہ ------

(شور)

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر! میں سوال سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 515 منجانب، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو دعوت دونگا۔ سوال نمبر 515 جناب تاج الامین جبل صاحب۔

(تالیاں)

* 515 _ جناب تاج الامین: کیا وزیر بلدیات از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع مردان میں چار گلی تا بخشالی روڈ کا دوسرا حصہ چار گلی تا صادق آباد "ریکنڈیشنگ روڈ گجرات تا چار گلی حصہ دوم" کا باقاعدہ ٹینڈر ڈسٹرکٹ کونسل مردان کے زیر نگرانی مبلغ تیس لاکھ روپے میں خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت 2000-1999 میں ہوا تھا;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر کام آغاز اور تقریباً تختہ کشائی مورخہ 15/11/2000 کو ہوئی تھی;

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر عرصہ تین سال سے بجری پڑی ہوئی ہے جس سے روڈ پیدل چلنے کے قابل بھی نہیں ہے اور ٹھیکیدار کو پچیس فی صد رقم کی ادائیگی بھی ہوئی ہے;

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ کو مکمل کرنے کے لئے ٹھیکیدار نیک محمد کو 15 جون 2001 کی تاریخ دی گئی تھی;

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت مذکورہ اہم اور ضروری روڈ پر کام کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

سردار محمد وزیر بلدیات: (الف) نہیں جناب، بخشالی چار گلی روڈ مبلغ پچیس لاکھ روپے کی لاگت سے (معدوم) ڈسٹرکٹ کونسل فنڈ سے مورخہ 25 جون 2001 کو شروع ہوا تھا۔

(ب) نہیں جناب کام کا باقاعدہ آغاز مورخہ 15/11/2000 کو نہیں بلکہ مورخہ 21/6/2001 کو ہوا تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ روڈ پر ٹھیکیدار نے بروقت کام شروع کیا تھا لیکن ڈسٹرکٹ کونسل مردان کے معدوم ہونے کی وجہ سے سکیم کے لئے مختص شدہ فنڈ برائے تکمیل ٹی ایم اے مردان کو ٹرانسفر نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیکیدار نے کام بند کیا تھا۔

(د) نہیں جناب کام کو مکمل کرنے کی تاریخ 15 جون 2001 نہیں بلکہ تاریخ تکمیل مورخہ 21/3/2002 تھی۔

(ہ)۔ ٹھیکیدار نے ضلعی حکومت کے احکام کے تحت کام شروع کیا اور مختص شدہ فنڈ کے مطابق کام مکمل کیا ہے۔ اب کچھ حصہ باقی ہے جس کے لئے ضلعی حکومت سے درخواست کی گئی ہے، فنڈ ملنے پر مذکورہ روڈ پر کام شروع کیا جائے گا۔

جناب تاج الامین: شکریه جناب سپیکر۔ سوال نمبر 515 (الف)،(ب)،(ج)،(د)،(ہ)۔ دا تمام جوابات چې دے جی دا خو څه درست نه دی او بیا پکښې دوئ دا هم لیکی چې دا ټول کار مکمل شوې دے حالانکه دا مکمل نه دے۔ Fifty percent road چې دے اوسه پورې دغسې وران پروت دے او خلقو ته پرے د تګ راتګ ډیر زیات مشکلات دی او دوئ دا جواب ورکوی چې ګنی په دے باندې به مونږ هله کار کوؤ چې کله مونږ ته فنډز ریلیز شی۔ نو د دې خو دے دوئ یو مدت اوښائی چې کله به دوئ دا فنډ ریلیز کوی۔ زما په حلقه کښې خو دا یو کار دوی ترننه پورې کړے دے او هغه هم ناقص ئے راته پریخودے دے نو چې دا به کله تر سره کیږی ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار ادریس صاحب۔ آنریبل منسٹر فار لوکل گورنمنٹ۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر! جس طرح جبل صاحب نے یہ کوئسچن اٹھایا ہے۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: تاج الامین جبل صاحب۔ (نہیں نہیں جبل نہیں)

جناب انور کمال: ہمارے ایم پی اے کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: Jee he is known by the name of Jabal. O.K. jee جی سردار ادریس صاحب۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): لوکل گورنمنٹ اسٹیبلشمنٹ کے بعد بہت سے ایسے Developmental کام جو Ongoing schemes تھیں، وہ ساری پوری طور پر متاثر ہوئی ہیں اور لوکل گورنمنٹ کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اور تحصیل گورنمنٹ نے اپنی اپنی Priorities کا، اور ظاہر

ہے وہاں پر جب ان کے ساتھ چالیس اور پچاس یونین کونسلز کے ناظم تھے توان کے مطابق پھرانہوں نے سارے فنڈز بھی Utilize کرنے شروع کردیئے اور وہی Developmental schemes آگے بڑھی ہیں جوناظمز نے، کیونکہ ان کوڈسٹرکٹ کونسل سے Approval لینی پڑتی تھی تو میں یہ سمجھتاہوں کہ اس سسٹم کے اندر ایک نقص موجود تھا لیکن ابھی حال ہی میں ہم نے پی ایف سی کے اندر جس کے چیئرمین جناب سراج الحق صاحب بھی ہیں، ہم نے یہ Decide کیا تھا کہ جتنی بھی Ongoing schemes ہیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سب سے پہلے ان کے لئے فنڈز مختص کرے گی اور ہماری اسی Decision کی روشنی میں اسی گائیڈ لائن کی روشنی میں ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے یہ کمٹمنٹ کی ہے کہ یہ جو بقیہ حصہ کا کام رک گیاہے یہ اس کی تکمیل کریں گے۔اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کے لئے ہم نے ایڈوائزز بھی ایشو کردی ہے اور اگر وہ In case، اس کے بارے میں ایک اور Decision ہے کہ اگر ڈسٹرکٹ کونسل نے اس کے بارے رقم مختص نہیں کی ہے تو ہم پھر مجبور ہونگے کہ پھر ہم At source deduction کرکے اس کام کی پہلے تکمیل کریں۔اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس سے غافل نہیں ہیں۔ جس پروجیکٹ پر بھی گورنمنٹ کا پیسہ خرچ ہوچکاہے ہماری کوشش ہوگی کہ وہ جلد تکمیل کے مراحل طے کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ آئٹم نمبر 3۔ رخصت کے لئے، درخواستونہ دی جی۔

جناب مختیار علی: ضمنی دے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: هغه خو بس جواب اوشو۔

جناب کاشف اعظم: بنیادی غلطی د دې جی په سوال کښې----

جناب تاج الامین: نہیں جی، یہ تکمیل کے لئے کب مجبور ہونگے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انکو مجبور کرلیں۔

جناب کاشف اعظم: د جبل صاحب دا سوال بیخی غلط دے جی۔

غیر نشاندار سوال اور اس کا جواب

405 _ محترمہ ڈاکٹر سمین محمود جان: کیاوزیر بلدیات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پشاور رنگ روڈ بنانے کے لئے لوگوں سے قیمتاً زمین خریدی گئی تھی؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ بعض لوگوں کو اب تک زمین کا معاوضہ نہیں دیا گیا ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) جن لوگوں سے زمین خریدی گئی ہیں ان کو ابھی تک کتنی ادائیگی کرنا باقی ہے؛

(2) اب تک جن لوگوں کو معاوضہ ادا نہیں کیا گیا ہے ان کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(3) حکومت کب تک معاوضہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے نیز اب تک معاوضہ ادا نہ کرنے کی وجوہات بتائی جائیں؟

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): (الف) ہاں یہ درست ہے کہ پشاور رنگ روڈ بنانے کے لئے لوگوں سے قیمتاً زمین خریدی گئی تھی۔

(ب) ہاں یہ بھی درست ہے کہ بعض لوگوں کو ابھی تک زمین کا عوضانہ نہیں دیا گیا ہے۔

(ج) درست ہے۔ جوابات نمبر ایک، دو، تین، مندرجہ ذیل ہے:

(1) مبلغ چھ کروڑ بیس لاکھ باون ہزار پانچ سو سولہ روپیہ ادائیگی کرنی باقی ہے۔

(2) تعمیر شدہ رنگ روڈ میں 22 عدد مواضعات مشمولہ 250 قبض الوصول مرتب ہیں جن لوگوں کو ادائیگی نہیں ہوئی ان کی تعداد تقریباً 800 افراد پر مشتمل ہے۔ مقدمات دیوانی و دیگر درستی دستاویزات کی وجہ سے ادائیگی نہیں ہوئی۔

(3) صوبائی حکومت سے فراہمی فنڈز، تصفیہ عدالت ہائے دیوانی و درستگی دیگر متفرق دستاویزات کے بعد ادائیگی کی جائے گی۔

ارکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: آئٹم نمبر 3، رخصت کی درخواستیں۔ جن معزز ارکین کی طرف سے رخصت کے لئے درخواستیں آئی ہیں ان کے اسمائے گرامی درجہ ذیل ہیں۔ جناب فضل ربانی صاحب، وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، 25-9-2003 تا 26-9-2003 ۔ جناب جمشید صاحب، ایم پی اے 25-9 کے لئے۔ جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور، ایم پی اے، 25-9 کے لئے اور جناب حسین احمد کانجو صاحب، منسٹر فار سائنس اینڈ

ٹیکنالوجی 9-25 کے لئے۔ جناب ڈاکٹر سلیم خان صاحب، ایم پی اے 9-25 کے لئے۔ جناب قاری عبداللہ بنگش صاحب، ایم پی اے 9-25 کے لئے۔

Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. Leave is granted. The sitting is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ بہ او کڑو جی۔

رسمی کارروائی

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! ایک مسئلہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی طرف، چھوٹی سی بات ہے، ایک منٹ کی لیکن صوبائی حکومت کا لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی اسد صاحب، جی ارشاد فرمائیں۔

قاضی محمد اسد: میں نے تو داڑھی رکھ لی ہے جی۔ (مداخلت) داڑھی مجلس عمل کی تو نہیں ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا جی۔

جناب کاشف اعظم: ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

جناب کاشف اعظم: قاضی صاحب، ہم آپ کو داڑھی کی مبارکباد دیتے ہیں مگر کاٹیں گے کب؟

قاضی محمد اسد: نہیں، نہیں میں مشکور ہوں آپ کا۔ جب لگائیں گے، جب کاٹیں گے مرضی ہے اپنی۔ جناب سپیکر! یہ ایک خبر اخبار میں بھی چھپی تھی اور مسئلہ یہ ہے جی کہ جو سرکاری ملازمین کی رہائش گاہیں ہیں جہاں پر وہ رہتے ہیں ایک تو ان سے ہاؤس رینٹ ان کی تنخواہ میں سے کاٹا جاتا ہے اور دوسرا Repairing کے لئے بھی پانچ فیصد ان کی تنخواہ سے کاٹ لیا جاتا ہے۔ اچھا سپیکر صاحب، ہوا اس طرح ہے کہ یہاں پر ان کی Repair بالکل کوئی نہیں کی جارہی۔ وہ کہتے ہیں جی کہ نہ تو ہمارے این سی فلیٹس ہیں، نیو این سی فلیٹس نہ تو ان کو وائٹ واش کیا گیا ہے، وائٹ واش کے لئے ٹھیکیدار آتے ہیں، ایک دو فلیٹس کو وہ کرکے غائب

ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ فلیٹ نمبر 305 میں ٹائلٹ کا پانی لیک ہوااور اس نے نیچے تین چار اور فلیٹس کا نقصان کیاہے اور کہا یہ جارہا ہے جی کہ ان کے لئے پیسے تو مختص کئے جاتے ہیں کہ ان کی Repair ہو لیکن ان بیچارے سرکاری ملازمین کی جو رہائش گاہیں ہیں ان میں بالکل کوئی Repair وغیرہ نہیں ہو رہی اور پیسے Set aside کئے گئے ہیں۔کام نہیں ہو رہا ہے اور میں چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ حکومت اس کا سیریس نوٹس لے اور ایکشن لے جی۔شکریہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سے متعلق ہے؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جی،اسی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ہیلتھ منسٹر صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، ذرا متوجہ ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ ڈاکٹرز ہاسٹل جو کہ لیڈی ریڈنگ کے بالکل سامنے ہے وہاں پر تقریباً کوئی سو دو سو فلیٹس ہیں۔جن میں تمام ڈاکٹرز رہتے ہیں اور وہاں کی حالت اگر آپ دیکھیں تو یوں لگتا ہے کہ یہ رہنے کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔جیسے کہ قاضی اسد صاحب نے فرمایا ایسے ہی فلیٹس جو ہیں اور جو ان میں گندگی ہے اور ان کا جو سیوریج سسٹم ہے وہ انتہائی ناقص ہے اور اس میں عرصہ دراز سے، پچھلے بارہ دس سال سے نہ کوئی پینٹ وغیرہ ہوا ہے اور وہ پانی اس کے تمام گھروں کو خراب کر رہا ہے۔تو میری ان سے درخواست ہے کہ پہلے جو یہاں کا ڈائریکٹر تھا وہ اس میں ان سے کٹوتی بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نسرین خٹک صاحبہ،اسی سے متعلق ہے؟

محترمہ نسرین خٹک: جی ہاں، ہاسٹل سے ہی متعلق ہے۔ڈاکٹرز ہاسٹل کے بارے میں جو نگہت اورکزئی صاحبہ نے کہا ہے اس کو میں مکمل سپورٹ کرتی ہوں لیکن اس سے منسلک انہی احاطوں میں نرسنگ ہاسٹل ہے جس کی حالت زار دیکھ کر ہمیں بڑی تشویش ہوتی ہے لہذا نرسنگ کا جو ہاسٹل ہے اس پر بھی بھرپور توجہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عنایت اللہ خان صاحب، منسٹر فار ہیلتھ۔ محترم جناب عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سے متعلق ہے؟ عنایت اللہ خان یو منٹ۔ جی جناب فیصل زمان صاحب۔

جناب فیصل زمان: سرکاری رہائشگاہوں کے لئے 56 لاکھ روپے جاری ہو چکے ہیں۔ تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ذرا ایکشن لیں کہ کم از کم یہ فنڈ جاری ہوا ہے اس کو تو صحیح طریقے سے لگایا جائے اور کھایا نہ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عنایت اللہ خان صاحب، منسٹر فار ہیلتھ۔ محترم جناب عنایت اللہ خان صاحب۔

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): زه اتفاق کوم د محترمے ممبرے صاحبے سره چې یقیناً هلته کښې به د Repair ضرورت وی خو دا رښتیا خبره ده چې د هیلتھ ډیپارټمنټ په مختلف Facilities کښې او په هاسپټلز کښې Repair بالکل نه دے شوے۔ نو د دې وجے نه زمونږه بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز خو بالکل داسے دی چې هغه زمین بوس کیدو والا دی۔ نو ما د هغې سلسله کښې هم ډی جی ته وئیلے دی چې ته یو سروے اوکړه نو ټول زمونږه د بی ایچ یوز او د آر ایچ سیز یو سروے اوکړه ټوله صوبه کښې او Priorities ئے کړه۔ چې کوم بی ایچ یوز Major repair غواړی، پراونشل گورنمنټ به فنانس ته ریکویسټ کوی چې کوم Major repairs دی نو هغه به مونږ ډسټرکټ گورنمنټ ته وایو، هغوی به ئے کوی۔ او دوئ چې د کومې مسئلے نشاندهی اوکړه نو زمونږه ټیچنگ هاسپټلز چې دی نو هغوی ته Autonomy ورکړې ده او هغوی ته مو بجټ ورکړے دے۔ ان شاءاللّٰه زه به د هغې متعلقه ټیچنگ هاسپټلز ایډمنسټریشن سره مسئله Take up کړم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

وزیر صحت: هغوې به ئے اوکړی۔ د دې سره، ستاسو په اجازت سره یو-----

جناب انور کمال: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

وزیر صحت: ستاسو په اجازت سره-----

جناب ڈپٹی سپیکر: لږ د وئ وضاحت کوی جی۔

وزیر صحت: ستاسو په اجازت سره یو خبره کوم، هغه بله ورځې زما په غیرموجودګئ کښې دلته د سیدو میډیکل کالج، ګومل میډیکل کالج په Recognition باندې خبره شوې وه۔ محترم سراج الحق صاحب زما په Absence کښې یو Commitment کړے وو۔ زه د هغې په Honor کولو ما پرون یو Preliminary meeting اوکړو۔ چې په هغې کښې انورکمال خان مروت او محترمه نسرین خټک صاحبه شرکت اوکړو۔ په هغې کښې دا فیصله اوشوه چې مونږه به سیکرټری هیلتھ او د سیکرټری ایجوکیشن او ډپټی سیکرټری د محترم وزیراعلیٰ صاحب د سی ایم سیکرټریټ او د ګومل میډیکل کالج پرنسپل، د سیدو میډیکل کالج پرنسپل او دا محترم ایم پی اے ګان صاحبان چې انورکمال خان مروت صاحب دے او محمد امین ایم پی اے دے، نسرین خټک ایم پی اے صاحبه ده، حسین احمد کانجو صاحب دے، حامد شاه دے او مرید کاظم صاحب دے، دوئ به دوه بجے په اسمبلئ کښې میټنګ وی۔ انور کمال خان به زما په Absence کښې هغه Chair کوی، زه به کوشش کوم چې آخری لمحاتو له ځان را اورسوم۔ نو د دې ممبرانو د اطلاع د پاره عرض دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: شکریه جناب سپیکر صاحب۔ زه ستاسو توجه یو مسئلے طرف ته راګرځومه۔ دا تاسو به په تیرو ورځو کښې کوهاټ ټنل په باره کښې مونږه اوریدلی دی چې د کوهاټ یو اے ایس پی دے چې هغه د کوهاټ ټنل باندې ځی او راځی۔ او دلته کښې د این ایچ اے د پاره Standing instructions دی چې بلاتمیز، دلته که منسټر ئی، که ایم پی اے ځی او که سرکاری ملازمین ځی نو هر یو سړے به دلته ټول ټیکس ورکوی نو دا یو ناخوشګواره غوندې واقعه په دے این ایچ اے کوهاټ ټنل کښې شوې ده۔ او د هغې په وجه باندې زمونږه چیف منسټر صاحب هم Upset شوے وو۔ نیمه ګهنټه، دے هم هلته ولاړ وو۔ د خلقو د پاره د ټریفک هم جام شوې وو او هغوې خپله هټ دهرمی جوړه کړے وی نو که چرته زمونږه د Law enforcing agency یا دا سے ذمه دار خلق پخپله باندې دا

عمل جاری ساتی او هغوې د ټول ټیکس د ورکولو نه ګریز کوی نو سبا به مونږ د پاره هم دا جواز جوړیږی چې صاحبه مونږه ولې دا ټول ټیکس پرے باندې ورکوؤ۔ ګورنمنټ ته دا Uniformed policy پکار ده او Law enforcing agencies ته دا پکار نه دی چې هغوې د سرتیزئ نه کار اخلی۔ هلته ئے اهلکاران وهلی دی، ټکولی دی۔ د پولیس دا مقصد خو نه شو چې ته به د پولیس افسر ئے نو ته به سبا خلقو سره زیاتے کوے۔ او دلته به د پبلک لوئے Sins جوړیږی او خلقو د پاره به دا لاره ټوله ورځ بنده پرته وی۔ جناب والا! دے باندې، او یوه بله خبره زه دا کول غواړمه چې سحر وختی ،دا زمونږه د ممبرانو د Interest خبره ده او مونږه بیا دا وایو چې کوم ځائے کښې زمونږه د هزارے د ممبرانو دا یو تشویش وو چې دے اے ډی پی دا Block allocation چې کوم دے یا دا چیف منسټر Directives دی نو مونږ دا وایو چې د ګورنمنټ د طرف نه د یوه پالیسی راشی۔ پالیسی دا چې مونږ دا وایو چې حکومت دا پخپله باندې تسلیموی چې مونږه د اپوزیشن او د حکومتی اراکینو کښې فرق نه کوؤ۔ نو پکار دا ده چې یو طرف ته اخبارونو کښې هم راروان دی چې مونږه اپوزیشن ته فنډز هم ورکوؤ نو بیا پکار دا ده چې د دې جذبے عملی اظهار دے اوشی۔ چې څومره پورې د Block allocation تعلق دے یا د اے ډی پی تعلق دے نو مونږ دا وایو چې As a policy خالی د د یو ضلع د پاره یو پالیسی وی، د نورو اضلاعو د پاره ستاسو بیله پالیسی وی نو مونږه۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انور کمال خان وخت Short دے جی نو که دوئ سره۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: زه خالی د دوئ نه۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: جناب سپیکر! انور کمال خان جو کہہ رہے ہیں ایبٹ آباد کے جو ممبر زہیں ان سے پوچھ لیں کہ ان کے درمیان کوئی Discrimination ہے یا نہیں ہے؟

جناب انور کمال خان: نہیں، نہیں۔ آپ میری بات سمجھیں جی۔

وزیر بلدیات ودیہی ترقی: یہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر تھا۔ یہ لکی مروت کے بارے بات کریں کہ وہاں پر کوئی Discrimination ان کے ساتھ ہے۔۔۔۔

(شور، قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر وضاحت کرینگے۔

جناب انور کمال خان: میری آواز جو ہے وہ ڈی آئی خان سے چترال تک پہنچ سکتی ہے تو آپ مجھے Restrict نہ کریں۔ میں پالیسی کی بات کرتا ہوں، میں اس ایوان کا ایک ممبر ہوں اور ہم ایک حکومت سے بھی ایک پالیسی اور اس کے بارے میں ان کی وضاحت طلب کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ میں کل لکی مروت کے علاوہ او کہیں کسی علاقے، ضلع کے حوالے سے بات بھی نہیں کر سکوں۔۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: حقیقت کے برعکس بات نہ کریں، حقیقت کے مطابق کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسی بات نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! مدعی سست گواہ چست نہ بنیں۔

جناب انور کمال خان: نہیں میں چست ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو ایم پی اے ہیں اور ایم پی اے تو پورے صوبے کا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(شور/ قطع کلامیاں)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آپ بھی مدعی سست اور گواہ چست نہ بنیں، منسٹر صاحب کو بولنے دیں۔ آپ خود بولیں گے تو۔۔۔۔۔۔

(شور/ قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: دوئ د یو پالیسی وضع کړی او مونږ ته دے دا اووائی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب آپ ان کا جواب دے دیں جی۔ بس جی ظفر اعظم صاحب۔ ٹائم بہت کم ہے جی۔ دا کال اٹینشن دی، ریزولوشنز دی۔

جناب عبدالاکبر خان: د کوهاټ ټنل متعلق چې انور کمال خان خبره اوکړه د هغې خو تاسو پخپله باندې جواب ورکړئ کنه جی۔

جناب مشتاق احمد غنی: صرف ایک منٹ لیتا ہوں جی، زیادہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ صبح بات ہوئی تھی اور ہمارے لودھی صاحب نے بھی بھوک ہڑتال کی دھمکی دی تھی اور کافی دنوں سے معاملہ چل رہا تھا، ابھی منسٹر صاحب ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں اور انہوں نے ایبٹ آباد کا مسئلہ حل کر دیا ہے لیکن بات انور کمال مروت والی ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: واہ مبارک ہو۔

جناب مشتاق احمد غنی: کہ صرف ایبٹ آباد کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور (تالیاں) اور ہماری Fight پورے صوبے کے لئے ہے لیکن میں پھر بھی ان کا شکر گزار ہوں کہ جیسے ایک ضلع کا مسئلہ انہوں نے حل کیا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی کا بھی۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: اسی طرح مجھے امید ہے کہ باقی ضلعوں کے مسئلے بھی اسی طرح فلور پر انشاءاللہ حل ہونگے۔

جناب قلندر خان لودھی: میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے آرڈر کر دیا ہے۔ ایبٹ آباد والوں کا، یہ Divide کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پشتو کا ایک شعر ہے۔

خانان به بیا سره خانان وی
پکښې به د ل شی د را مبیل چا مبیل گلونه۔

جناب قلندر خان لودھی: یہ سر جیت سارے صوبے کی ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب جی۔

ایک آواز: سر! ایک مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: د دې نه پس، جناب ظفر اعظم صاحب، وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر صاحب! بڑی مہربانی۔ سب سے پہلے تو میں قلندر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ بھوک ہڑتال سے بچ گئے جو غیر اسلامی فعل تھا۔ انور کمال خان نے جس طرف اشارہ کیا، ٹنل کی طرف۔ سر! یقیناً میرے خیال میں بذات خود چیف منسٹر صاحب بھی تقریباً آدھا گھنٹہ اسی چیز کی وجہ سے لیٹ ہو چکے تھے۔ وہاں پر چیف منسٹر صاحب نے بھی ہدایات جاری کی ہیں اور ہم بھی انہیں آن دی فلور آف

دی ہاؤس تسلی دیتے ہیں کہ جو بھی ٹنل کے قوانین ہیں، وہ اگر عوام کے لئے بھی ہیں تو آفیسرز کے لئے بھی ہونگے۔ اگر سرکاری گاڑیوں کے لئے معاف ہے تو معاف ہی ہوگا۔ یہ تو این ایچ اے کے رولز ہیں، ان کو واضح کیا جا چکا ہے اور اسی کے مطابق ٹنل پر کام ہو رہا ہے۔ کوئی ایسی زیادتی تو ہم نے کبھی نہیں کی تھی کیونکہ ہم تو روزانہ، ہر ہفتے تقریباً وہاں پر جاتے ہیں۔ تو میں انشاءاللہ آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ جن لوگوں نے ایسا اقدام کیا ہے ہم ان کو ضرور بلکہ ہدایات جاری کی ہوئی ہیں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

جناب ڈپٹی سپیکر: کال اٹینشن نوٹسز دی۔ Mr. Abdul Majid Khan, MPA and Dr. Mohammad Saleem, MPA to please move their joint Call attention Notice No. 461 in the House. Janab Abdul Majid Khan Sahib.

جناب عبدالماجد: توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 461۔"

یہ اسمبلی ایک اہم قومی عوامی اور فوری حل طلب مسئلہ کی طرف توجہ دے کہ فیس انتقالات رجسٹریشن کی واضح پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات عوامی شکایات پٹواری حلقہ اور ریونیو حکام سے ہوتی رہتی ہیں اور مالی دشواری کی طرف توجہ دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: ستاسو ھم داسے دے؟ اچھا۔ دے سرہ داسے Identical notice ھغه عبدالاکبر خان صاحب ھم دے۔

جناب عبدالماجد: ھم داسے دے او۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نو زه به ھغوی ته ھم دعوت ورکړم چې ھغوی ھم خپل کال اٹینشن پیش کړی۔ جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔" میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ محکمہ مال پورے صوبے میں مختلف طریقوں سے ٹیکسوں کی مد میں بغیر کسی قانون سازی کے تبدیلیاں کر رہا ہے جس سے پورے صوبے کے عوام پریشان ہیں۔ مہربانی کر کے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالماجد خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: جناب! عام طور سره شکایات د پټواری نه او د تحصیلدار نه راځی۔ کوم خلق چې انتقالات کوی یا څه اخلی یا خرڅوی یا رجسټریشن کوی نو دهغوی متعلق د پټواریانو نه د ساده خلقو یو شان شکایات وی او د هوښیارو خلقو بل شان وی۔ زه دا یو تجویز کوم په دے سلسله کښې جی چې که چرے داسے واضحه پالیسی چې کوم د ګورنمنټ ده او هغه په پټوارخانو کښې آویزان شی، په تحصیلونو کښې آویزان شی چې د رجسټر انتقالات دا فیس دے۔ د انتقال وراثت دا فیس دے او چې کوم رجسټریشن دے د هغې دا سټامپ ډیوټی ده نو زه وایم چې دا به خلقو ته ډیره آسانتیا شی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: تهینک یو جناب سپیکر۔ زما دا کال اټینشن نوټس څه لږ غوندے بدل نوعیت کښې دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، Difference دے پکښې۔

جناب عبدالاکبر خان: هاں څه لږ غوندې بدل نوعیت کښې دے خو بیا هم د محکمه مال سره تعلق ساتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: هم د غه انتقالو تو ټیکس سره متعلق دے ؟

جناب عبدالاکبر خان: آو جی۔ نو ما په دے وجه باندې اووے چې چونکه یو محکمے سره دے خو جی زه یو، دا یو عام خبره ده او زه دا د ګورنمنټ په نوټس کښې راوستل غواړمه او خاص کر د فنانس منسټر په نوټس کښې چې دے صوبه کښې څه عجیبه طریقو باندې ټیکسونه لګی او د هغې نه زما خیال دے چې شاید حکومت خبر هم نه دے۔ زه به جی تاسو ته درخواست اوکړم چې منسټر صاحب ته اووایئی چې------

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون: سر! ان کے جو پارلیمانی لیڈر ہین وہ ہمیں ڈسٹرب کر رہے ہیں۔ ہمیں تو----

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! حکومت کی جو انتقالات ہین ان کی فیس کو ہر ضلع میں ٹھیکے پر دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایک عجیب روایت چلی آرہی ہے کہ 30 جون سے پہلے ان انتقالات کی فیس کا ٹھیکہ دیا

جاتاہے اور جو ٹھیکے میں حصہ نہ لیں، وزیر خزانہ سے درخواست کرونگا کہ اس اہم بات کی طرف جو میں اشارہ کررہاہوں تو جب حکومت ڈیپارٹمنٹ ٹھیکہ دے دیتی ہے تو وہ اس Right کو مد نظر رکھ کردے دیتی ہے اور جو ٹھیکیدار ہوتاہے اسی ریٹ کو مد نظر رکھ کر اسی ٹھیکے کو لے لیتاہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Bid دے دیتاہے۔

جناب عبدالاکبر خان: Bid دے دیتاہے۔ جناب سپیکر! پھر ادھر ڈی آر او اور وہ ٹھیکیدار ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اور پھر جون کے بعد جولائی میں، جولائی میں از خود وہ Enhancement کر لیتے ہیں۔ ان کے ریٹس کی ادھر حکومت کو بھی، کیونکہ اگر Enhancement آپ ریٹس میں کرتے ہیں۔ تو لوگوں سے تو آپ پیسے زیادہ لیں گے لیکن چاہتے ہیں کہ پھر وہ ٹھیکہ بھی اسی حساب سے جس حساب سے آپ ریٹس کو Enhance کرتے ہیں اسی حساب سے ٹھیکہ بھی Enhance ہو لیکن جناب سپیکر! وہ ٹھیکہ Enhance نہیں ہوتا۔ وہ ملی بھگت سے ڈی آر او اور ادھر جو لوکل ٹھیکیدار ہوتاہے، اس کی ملی بھگت سے، اگر اس نے 50% زیادہ کیا یا 40% زیادہ کیا تو وہ نوٹیفیکیشن نکال لیتاہے اور ٹھیکیدار سے پیسے اسی حساب سے لیتاہے جس حساب سے ان نے ٹھیکہ لیا ہوا ہوتاہے۔ اب مردان میں بھی اسی طرح ہوا ہے لیکن ابھی جو بورڈ آف ریونیو نے 31 جولائی کو جو نوٹیفیکیشن جاری کیا ہے جناب سپیکر، آپ ٹھیکہ دے دیتے ہیں، وہ First جولائی سے Effective ہوتاہے اور پھر جب آپ 31 جولائی کو ریٹ زیادہ کر لیتے ہیں نوٹیفکیشن کے ذریعے تو یہ تو آپ ٹھیکیدار کو فائدہ دے رہے ہیں۔ لوگوں سے تو آپ پیسے لے لیتے ہیں Enhancement کرکے، Rate enhance کرکے لوگوں کی جیبوں سے آپ پیسہ لے لیتے ہیں، جو انتقالات کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر دوسری طرف حکومت کو اس سے ایک روپیہ کا فائدہ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے جناب سپیکر، میں اس کال اٹینشن نوٹس پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن حکومت سے درخواست ہے کہ آپ اس کی انکوائری کریں اور فوراً جو ڈی آر اوز ہیں، جنہوں نے تیس جون کے بعد جو بھی نوٹیفکیشن یا بورڈ آف ریونیو نے جو بھی نوٹیفکیشن ایشو کئے ہیں، انکولائیں اور دیکھیں کہ ضلعوں میں کیا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے شکریہ۔ محترم جناب سراج الحق۔۔۔۔

جناب نادر شاہ: سپیکر صاحب! دے دغه باره کبنې ماجد صاحب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب نادر شاہ صاحب۔

جناب نادر شاہ: دے ماجد خان صاحب چې کومه خبره وړاندې کړې ده، دے باره کښې خبره کومه جی۔ دا چې دوئ د پټوار او د تحصیل په دفترو کښې د آویزاندولو خبره کړې ده چې دا ریټس په هغې کښې آویزان کړی بلکه زه وایم چې دا دے یونین کونسلو په سطح، یونین کونسلو دفترے دوئ کھولاؤ کړی دی، په هغې دا ریټونه اولګوی۔ نو هلته هغه ممبران، لوکل کونسل ممبرانو ته به هم زیاته پته لګی او بیا د هغوی سره به په دے ریټس کښې اضافه نه کیږی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سراج الحق صاحب، سینیئر منسٹر۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔جناب سپیکرصاحب! د عبدالاکبرخان او د عبدالماجد خان صاحب------

جناب ڈپٹی سپیکر: دا چې کال اټنشن دے، دا اسرارالله ګنډاپور صاحب هم دا یو شان دی، هغه شته؟

سینیئر وزیر: اسرارالله خان ګنډاپور صاحب تشریف نه لری۔ د هغوې د دواړو په شریکه کال اټینشن چې کوم دے دا یو توجه طلب مسئله ده او مونږه په آغاز د سیشن کښې هم د دې مدونو د انکم یو Estimate لګولې دے او بیا مو کوشش دا دے چې------

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکوری اوشی۔

سینیئر وزیر: هغه خپل هغه Estimate مطابق پوره کړو۔ مونږه مجموعی طور په دے لړ کښې د خپلے صوبے عوامو ته یو سهولت ورکولو کوشش کړے دے۔ او دے انتقالاتو نه مخکښې چې به 6.5% مونږه د دې فیس وو نو په دے سیشن کښې هم هغه کم کړے دے او 5.5% ته مو رسولې دے۔ په هغې کښې هم سټیمپ ډیوټی 3% ده۔ میونسپل کارپوریشن فیس چې کوم دے 2% دے او دغه شان د رجسټریشن فیس پخوا 5% وو او بیا د عوامو د فائدے د خاطره 0.5% شو۔ یعنی دے سره زه اتفاق کومه چې تر اوسه پورې پټوارخانے او پټواری دا دواړه د عوامو د مشکلاتو مرکزونه دی۔ او خلق چې څنګه د پولیس په باره کښې یو

خاص خیال ساتی، نو دغه شان د پټواری په باره کښې هم یو خاص خیال ساتی۔ لهذا مونږه د دې د کمپیوټرائز کولو په باره کښې هم یو سروے شروع کړې ده ځکه چې اوس دا وخت نه دے چې دا ټول ریکارډ بنډلے پرتے وی۔ دے یو یو پټوارخانے کښې چې دا څومره رجسټرے او کتابونه پراته وی نو هغې د پاره ځان له لویه الماریٔ نه هم اوس خبره وتے وه او دویم دا ده چې که چرته یو پټوارخانه کچې وی او باران پرے اوشی او څاڅکی اوشی او د هغې د وجے نه هغه ټول ریکارډ تباه کیدو خطره وی۔ د دې په بنیاد باندې مونږه دوئ له، ډیرے پټوارخانے داسے دی چې هلته مونږه د نوی تعمیراتو فیصله هم کړې ده او د دوئ د کمپیوټرائزډ کیدو فیصله هم کړې ده۔ د عبدالماجد خان دا کومه مشوره ده چې په هر دفتر کښې دے د دې ریټس آویزاں ئی او نادرخان د یونین کونسل، دے دواړو سره مونږه اتفاق کوؤ البته عبدالاکبرخان چې کوم تجویز د ټهیکیدار په باره کښې ورکړو زه غواړم چې په دے باندې ځان هم پوهه کړو او د دې یو توجه۔۔۔۔

<u>جناب عبدالاکبرخان:</u> جناب سپیکر! مادے وزیر صاحب ته چې کومه خبره اوکړله مونږه خو په هغه وخت چې کله دوئ دا اعلان اوکړلو نو مونږه میز هم ډبولې وو خو تر اوسه پورې د هغې باقاعده څه نوټیفکیشن نه دے ایشو شوې۔ دا دوئ چې کوم ریټس کم کړی دی، زما خبره جی د ریټس د کم او زیات نه ده۔ ما هلته کښې چې کوم ریټس دی۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تاسو وائیی چې د ټهیکے نه مخکښې۔۔۔۔

<u>جناب عبدالاکبرخان:</u> آؤ جی لکه مثال دس هزار روپئ باندې هغه، هغوی هلته کښې ریټونه مقرر کړی دی د زمکے، چې د دې زمکے انتقال کیږی، د دې به دس هزار ریټ ئی مرله، د دې به بیس هزارئی۔ هغه ریټ کښې چې دس هزار وی نو دو سو شوے چې سبا ازخود هغه ریټس سیوا کړی بیس هزار ته اورسی۔ نو چار سو روپئ شوے حکومت ته خو دو سو په حساب راځی۔ هلته ټهیکیدار ته هغه د چار سو په حساب باندې، مونږ دا وایو چې دغه نوټیفکیشن چې کوم ډی آر او ایشو کړی تاسو مهربانی اوکړئ د تیس جون نه ئے مخکښې را اوغواړې او د تیس جون نه پس چې یره څومره په هغې کښې فرق راغلو۔

سینئیر وزیر: آو یعنی زہ دے سرہ اختلاف نہ کوم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

سینئیر وزیر: البتہ دا چې 21/7 باندې مونږہ د دې محکمہ خزانے نہ دے بارہ کښې یو سرکولر جاری کړے وو او بیا د ریونیو ډیپارټمنټ نہ پہ 29/7 باندې سرکولر او آرډر جاری شوې دے۔ ترڅو چې دوئ د دې مردان د ضلع پہ بارہ کښې د معلوماتو مطالبہ اوکړہ او د تحقیق مطالبہ اوکړہ زہ د دې حمایت کوم او د دې بہ ان شاءاللہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک شوہ جی۔

جناب عبدالماجد: زما پہ خیال خو۔۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اعظم صاحب، محترم جناب ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: عبدالاکبر خان صاحب کے کوئسچن میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں اپنی دانش کے مطابق۔ سر! یہاں پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ کئی زونوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ہر ایک زون کی علیحدہ علیحدہ Price کنال، مرلہ اور اس حساب سے ساری نافذ ہیں۔ ہاں دوسری سب سے بڑی مصیبت جو آج کل میں بذات خود محسوس کر رہا ہوں بلکہ سارا معاشرہ محسوس کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی ہمیں گورنمنٹ کو یا کسی کو بھی زمین کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک سالہ پر، پہلے پانچ سالہ تھی، ابھی ایک سال ہو چکی ہے۔ اور ایک سالہ کی نسبت سے یہ Fee of land جو میں پشاور سٹی میں لیتا ہوں، وہ ایک لاکھ روپے کی ایک مرلہ تقریباً ملتی ہے۔ اور ٹیکس کی وجہ سے کاغذات میں اس کی جو قیمت لکھی جاتی ہے تو وہ ایک لاکھ کی بجائے بیس ہزار یا پچاس ہزار یا اس سے آگے پیچھے، مطلب یہ ہے کہ اکثر کم لکھا جاتا ہے۔ یہ مصیبت اب بھی سرکاری ڈیپارٹمنٹ کو خاص کر درپیش ہے۔ کہ اگر وہ Negotiation پر لینڈ لے لیں تو نیب والے پکڑتے ہیں۔ اگر Negotiation پر نہ لیں اور اس ایک سالہ پر لیں تو ایک سالہ پر کوئی دینے کو تیار نہیں ہے۔ بیس ہزار روپے پر کوئی Price of land نہیں دیتا یعنی مرلہ نہیں دیتا۔ پشاور میں تو سراسی بابت سے اگر مدعی اور مدعا علیہ تحصیل دار کے سامنے بیٹھ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھئی میں نے سپیکر صاحب سے یہ زمین بیس ہزار

کنال پر لی ہوئی ہے تو ٹیکس بھی تو بیس ہزار کی شرح سے اس سے حاصل ہو گا۔ تو اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون: کہیں کہیں ایسا ضرور ہوتا ہے کہ تحصیل دار صاحب یا ریونیو ڈیپارٹمنٹ والا بندہ اس پر یہ قدغن لگا دیتا ہے کہ نہیں یہ آپ سچ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہزار میں جو آپ بیچ رہے ہیں تو اس سے تو بڑے معاملے بن جاتے ہیں۔ جب معاملے بن جاتے ہیں تو سر پھر وہی معاملہ ہمارے پاس آتا ہے اور ہم ان لوگوں کی Remedy کے لئے کہتے ہیں کہ بھئی اس کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ بیس ہزار کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ ان سے لے رہے ہیں ایک لاکھ روپے کی رقم۔ سر! ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے جو زمینوں کی قیمت مقرر کی ہوئی ہے اس نسبت سے انہوں نے ٹیکس بھی لگائے ہیں اور ٹیکس کی نسبت سے ان کو ٹینڈر کیا ہوا ہے۔ جب ٹینڈر اسی نسبت سے نہیں جائے گا تو قیمت اسی حساب سے نہیں آئی گی۔ مارکیٹ ویلیو وہی نہیں ہو گی جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ والے دیتے ہیں۔ تو ضروری بات ہے کہ وہ ٹھیکیدار کو ریلیف دینگے کیونکہ ٹھیکیدار Already تو۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا Contention یہ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب صحیح فرما رہے ہیں، ٹھیک فرما رہے ہیں۔ پہلے یہ ہوتا تھا اب ہر ایک زون اور ہر علاقے کے ریٹس مقرر ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ نے نوٹیفیکیشن کیا ہوا ہے۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ میں زیادہ یا کم کی بات، میں صرف یہ کہتا ہوں کہ جو ٹھیکیدار کو ٹھیکہ ملتا ہے اس کے بعد اس کے لئے سپیشل کر کے اس کے لئے نوٹیفیکیشن نکالا جاتا ہے جس سے خزانے کو، لوگوں سے تو پیسہ لیا جاتا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں سراج صاحب نے فرمایا ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں، سراج صاحب بولے ہیں، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک ہے، شکریہ۔ Mrs. Yasmeen Khan, MPA to please move her Call attention notice No. 466 in the House.

محترمہ یاسمین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! " نیشنل بنک آف پاکستان نے پاکستان کے غریب شہریوں کے لئے قرضے کی ایک سکیم منظور کی ہے جس کے تحت نئے مکان کی تعمیر اور رہائشی

مکانوں کی توسیع اور مرمت کے لئے قرضے کی سہولت فراہم کی ہے۔ جناب سپیکر! نیشنل بنک آف پاکستان نے اس سکیم میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے اور قرضے کی سہولت صرف کراچی، اسلام آباد اور لاہور تک محدود کی ہے۔ اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! نیشنل بنک آف پاکستان، پاکستان کا سب سے بڑا قومی مالیاتی ادارہ ہے۔ یہاں سے جب بھی کسی سکیم کا اجراء ہوتا ہے تو عوام کی اس سے بہت ساری توقعات اور امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اس مرتبہ بھی اربوں روپوں کی لاگت سے ایک سکیم منظور ہوئی ہے جس میں نئے مکانوں کے تعمیر کے لئے پچھتر لاکھ روپے تک کا قرضہ اور پرانے مکانوں کی تعمیر اور مرمت توسیع کے لئے بیس لاکھ روپے تک قرضے کا اجراء کیا گیا ہے اور ان کی ماہانہ اقساط بھی تقریباً تین ہزار تک کی ہیں جو کہ آسان اقساط ہیں لیکن جناب سپیکر قابل فکر بات یہ ہے کہ اس سکیم میں صرف لاہور، کراچی اور اسلام آباد کو شامل کیا گیا ہے۔ اور بنک نے اپنی وہاں نامزد کردہ برانچز سے یہ قرضے اجراء کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان قرضوں کا اجراء شروع ہو چکا ہے حالانکہ ایڈیشنل آفس پشاور نے بھی ہیڈ آفس سے رابطہ قائم کیا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ آپ یہاں بھی اپنی کوئی برانچ نامزد کر دیں تاکہ یہاں سے بھی قرضے کا اجراء ہو لیکن ہیڈ آفس سے اس قسم کی ابھی تک کوئی بھی معلومات نہیں آئیں۔ جناب سپیکر! پاکستان تو ایک گلدستہ ہے اور چاروں صوبے اس کے پھول ہیں۔ اگر ہم پھولوں کو گلدستے سے نکال دینگے تو گلدستے کی اہمیت یقیناً متاثر ہو گی اور صوبہ سرحد تو گلدستے کا سب سے خوبصورت پھول ہے۔ اسے بالکل بھی نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیئے اور اس سکیم کی وجہ سے جو لوگ اس قرضے کو حاصل کرنے کی خواہش مند تھے ان میں مایوسی اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ برائے مہربانی اس پر کوئی توجہ دی جائے۔"

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جناب شہزادہ گستاسپ خان صاحب، آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن۔ جی سر۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف):</u> سر! یہ بڑا Important مسئلہ ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> مسئلے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ہاں، ہاں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> سر! ہمیں اس میں کوئی وہ نہیں ہے، ہم سارے اس کو سپورٹ کرتے ہیں۔ میں محترمہ سے آپ کے توسط سے ریکویسٹ کرونگا کہ وہ اس کی قرارداد لے آئیں تاکہ ہم مرکزی حکومت کو سفارش کریں کہ اس کا اجراء کیا جائے۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: جناب سپیکر صاحب!

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں بھی آپ سے اس بات کی سفارش کرتی ہوں کہ پلیز ہمیں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: میری باری ہے جی۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! ډیر مشکور یو د دوئ چې دا خبره دوئ اوکړه خو زه لیډر آف دی اپوزیشن ته هم دا لږ دغه کول غواړم چې دا مونږ خو قراردادونه شپیته اولیکل او هغه ټول د ردئ په ټوکرئ کښې غورځیږی۔ زه به فنانس منسټر ته ریکویسټ اوکړم چې دوئ Personally فنانس منسټر مرکزی سره خبره اوکړی او نیشنل بنک والا ته دا Instructions ورکړی چې دا زمونږه صوبه ئے ولې Ignore کړې ده۔ دا به تاسو ته یاد وی چې مونږه خو شپیته ځله قراردادونه پاس کړی دی۔ په هغې کښې هیڅا څه نه دی کړی۔ زه د هغوې مشکور یم چې دا دومره اهمه خبره چې زمونږه دے صوبے سره ټول عمر نه بے انصافی کیږی، که د بجلئ د پیسو خبره وی نو بے انصافی کیږی او که د مرکزی هغه کوم Divisible pool پیسے وی نو په هغې کښې هم مونږه سره زیاتے کیږی۔ دے صوبه کښې چې فنانس نه وی، آمدن نه وی نو خلق به، صوبه به څنګه چلیږی او بیا خاص کر د پنجاب نه، سندھ نه او د اسلام آباد نه غریب خلق دے صوبه کښې اوسیږی۔ پکار دے چې Facilities دے صوبے ته ملاؤ شی۔ زما ذاتی ریکویسټ به دا وی چې دوئ دے ډائریکټ فنانس منسټر سره خبره اوکړی او دا قراردادونه خو مخکښې مونږه کړی دی، د هغې هیڅ فائده نشته۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم جناب سراج الحق صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! بنک کے حوالے سے ایک بات ہے۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: زه جی، پوائنټ آف آرډر۔ سپیکر صاحب! میری ایک بات سن لیجیے۔

سینیئر وزیر: محترمہ نگہت صاحبہ! نام میرا لیا گیا ہے آپ کا نہیں لیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم بہت شارٹ ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر! چھوٹی سی بات ہے۔اسی بنک کے حوالے سے ہے۔

سینیئر وزیر: نام میرا لیا گیا ہے، جب تک آپ کا نام نہ لیا جائے تو۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: چلیں ٹھیک ہے۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب تاسو ته به بیا ټائم درکړم جی۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: ہاں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاسو ته به بیا ټائم درکومه۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سراج الحق صاحب کی قربانی کا جذبہ ختم ہو چکا ہے جی۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: زه هم په دے سلسله کښې لګیا یمه جی۔

سینیئر وزیر: نہیں، میں موقع دیتا ہوں جی۔ میں قبول۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: زه د دې قرض په سلسله کښې لګیا یم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: تھینک یو جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فراخدلی سے کام لے لیا ہے جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: سپیکر صاحب! خو دغه کوئ کنه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب تاسو دے پسے۔ دے پسے دے۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر صاحب! مولانا صاحب پہلے اٹھے تھے، آپ ان کو نمبر دے دیں۔ آپ اس طرح کریں کہ جو پہلے اٹھ جائے تو۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: دا ډیر ضروری ده جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! آپ مولانا صاحب کو نمبر دے دیں۔ نمبر دے دیں جی ان کو پہلے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا مجاہد صاحب۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: زه دا عرض کوم چې یو کس د خپل خواهش او د خپل ضرورت یا د نفسانی خواهش د پاره قرض اخلی خو هغه قرض چې کوم د ے نیشنل بنک یا بل ورکوی د هغه په اولاد در اولاد باندې هغه لس ګنا زیاته شی۔ د دې مصیبت نه ځان ولې نه بچ کوئ۔ زه بالکل۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ۔ ٹھیک ہے جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! انہوں نے جو تجویز دی ہے، یہ بہت اچھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر ویمن بنک کی جو سکیمیں اسلام آباد اور لاہور تک محدود ہو چکی ہیں انہیں بھی صوبہ سرحد تک لایا جائے، میری صرف اتنی سی درخواست ہے جناب سراج الحق صاحب سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: محترم جناب سپیکر صاحب! ہماری بہن نے جس طرف توجہ دلائی ہے، میں واقعی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی گہرائی کے ساتھ اس معاملے کو سٹڈی کیا ہے اور پھر اسمبلی میں لائی ہیں۔ میں شہزادہ گستاسپ صاحب کی اس تجویز سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اس پہ، یعنی ویسے بھی یہ کال اٹینشن نوٹس نہیں بنتا بلکہ ایک قرارداد ہی سے یہ بنتا ہے۔ اور اس پر قرارداد بھی لائی جائے لیکن میں محترم بلور صاحب کی اس تجویز سے بھی اتفاق کرونگا کہ ہم انشاءاللہ صوبائی حکومت کی طرف سے اس بنک کے ذمہ داران سے بھی اور وزیر خزانہ سے بھی رابطہ کریں اور یہ مسئلہ قرض، جس طرح مجاہد صاحب نے فرمایا کہ قرض لینے اور دینے کا نہیں ہے بلکہ یہ ایک استحقاق ہے اور یہ کہ ہم پاکستان کا ایک حصہ ہیں اور موثر حصہ ہیں تو اگر ایک چیز میں ہمیں وہ اس طرح سے محروم رکھتے ہیں تو اس طرح ہم یہاں احساس محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ویسے بھی صوبہ سرحد کو بہت سارے معاملات سے محروم کیا گیا ہے اور ہم نے اس پر ایک سٹڈی شروع کی ہے کہ مرکز میں جتنے محکمہ جات ہیں اور ان محکموں میں جو حق بنتا ہے چاروں صوبوں کا، تو ابھی ہم اس پر کام

کررہے ہیں کہ ان تمام محکموں میں صوبہ سرحد کے لوگوں کو کتنا حصہ دیا گیا ہے جو وفاقی محکمے ہیں۔اس لئے ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ہمارا حصہ کوٹے کے مطابق ہمیں نہیں مل رہا مختلف ڈیپارٹمنٹس میں، تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ان کے آنز میں قرارداد لائی جائے۔

قاعدہ 111 کے تحت جناب عبدالاکبر خان، ایم پی اے کی جانب سے شمال مغربی سرحدی صوبہ فنانس (تیسرا ترمیمی) آرڈیننس 2003 کو نامنظور کرنے سے متعلق قرارداد پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ قرارداد پھر بنالیں وہاں بھیجیں گے۔اچھا جی۔

Item No. 8. Resolution for disapproval of NWFP, Finance, (Third Amendment) Ordinance, 2003. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, to please move his resolution regarding dis-approval of Finance, (Third amendment) ordinance, 2003, under rule 111 in the House. Janab Abdul Akbar Khan Sahib

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you sir. Janab Speaker! This Assembly dis-approve the North West Frontier Province, Finance (Third amendment) Ordinance, 2003, (Ordinance No. 1X of 2003), promulgated on 20-8-2003 under Article 128 of the Constitution. Sir! Am I allowed? Under rule 111, I am allowed for discussion

Mr. Deputy Speaker: You are allowed.

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you Mr. Speaker….

(Interruption)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ جی۔چې د دے طرف نه څه خبره واورو جی نو۔ محترم سراج الحق صاحب۔

سینئر وزیر: جناب سپیکر! میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فی الوقت ہم اس کو Oppose کرتے ہیں، ہم اس کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرا بھی یہ خیال تھا کہ یہ Oppose ہی کریں گے لیکن میں اس پر کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں شاید حکومت اس پر غور کرے اور شاید اس کے بعد وہ پھر کچھ اس پر عرض کریں۔ جناب سپیکر! آپ اس کو دیکھیں کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ 1996 میں جو فنانس ایکٹ تھا اس میں گورنمنٹ ترمیم لا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان آٹھ نو مہینوں میں چار پانچ دفعہ اس میں ترامیم لائی جاچکی ہیں، صرف اس ٹوبیکو سیس پر۔ جناب سپیکر! آپ اگر اس کو دیکھیں تو یہ کہتے ہیں کہ In the North

West Frontier Province Finance Act 1996, (NWFP, Act No. 1 of 1996) in section 11 for sub-section (1) the following sub-section be substituted, namely:. جناب سپیکر! میرے پاس 1996 کا فنانس ایکٹ پڑا ہوا ہے اس میں تو Section 2 ہے ہی نہیں۔ یہ میرے پاس 1996 کا فنانس ایکٹ ہے۔ جناب سپیکر! اس کو آپ دیکھیں، آخری Page پر Section 11, Tobacco Development Cess. There shall be levied and collected a development Cess on tobacco at the rate of one rupee per kilogram, etc. But there is no sub-section in this. When the Government is bringing an amendment جب حکومت ایک ترمیم لارہی ہے سیکشن 11 میں تو سیکشن 11 میں وہ کہتے ہیں کہ ہم سب سیکشن 1 میں Substitution------

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جی، Substitution کر رہے ہیں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: ہاں، Substitution کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس میں سب سیکشن 1 ہے ہی نہیں۔ تو اگر سب سیکشن 1 ہے ہی نہیں تو وہ Substitution آپ کس میں کر رہے ہیں؟ نمبر ایک۔ جناب سپیکر! نمبر دو یہ ہے کہ اس ایکٹ میں 1999 میں Amendment لائی گئی، آپ اگر 1999 کا ایکٹ دیکھیں تو اس میں پہلی Amendment آئی 1996 میں۔ جناب سپیکر!----

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کال اٹینشن نوٹس میں ایڈجرمنٹ موشن میں یا اسی ڈسکشن میں آپ جو بات بھی کریں اس کا کوئی اتنا زیادہ اثر نہیں پڑتا لیکن لیجسلیشن انتہائی اہم ہے۔ اس صوبائی اسمبلی کا فرض ہے یا اس کی ڈیوٹی میں آتا ہے اگر ہم وہ لیجسلیشن بھی اتنی Haste میں کریں، اتنی جلدی میں کریں کہ وہ لیجسلیشن، اب اگر آج یا آج سے دس سال کے بعد کوئی شخص 1996 کا فنانس ایکٹ نکالے گا تو اس میں جب سب سیکشن 1 ہو گی ہی نہیں تو وہ Substitute کیسے ہو گی۔ جناب سپیکر! چاہیئے یہ تھا کہ پھر، جب 2003 میں یہ بل آیا تو اس میں لکھا گیا کہ 2003 کا فنانس ایکٹ، وہ بھی میرے پاس پڑا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! چاہیئے یہ تھا کہ اگر وہ Mother Act میں Amendment لانا چاہتے تھے تو پھر وہ کہتے 1996 Amendment Bill یا Second amendment یا Third amendment Bill یا پھر اگر وہ نہیں کرنا چاہتے تھے تو 2003 کا جو فنانس ایکٹ ہے اس میں وہ Amendment لا سکتے

تھے۔جناب سپیکر! یہ کیاہے؟کہ اگر دس سال کے بعد اگر کوئی یہ دیکھے گایاآج اگر کوئی آنریبل ممبر جائے اور کہے کہ مجھے 1996کا فنانس ایکٹ دے دواور اس کو فنانس ایکٹ، یہاں پر سیکشن 11 ہے، سیکشن 11 میں سب سیکشن ہے ہی نہیں تو وہ Amendment کیسے کرے گا، ایک۔ دوسری جناب سپیکر! جو اس میں اہم بات ہوئی ہے اور جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جو انتہائی اہم ہے۔جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چرتہ ورک شو؟

جناب عبدالاکبر خان: زما خیال دا دے، یہ جناب سپیکر! اس پر لکھا ہے بخت جہاں خان، گورنر آف دی نارتھ ویسٹ فرنٹیئر پراونس۔جناب سپیکر! آرٹیکل 101 میں گورنر کی اپوائمنٹ کا ذکر ہے۔ پھر آپ آرٹیکل 103پر آئیں۔جناب سپیکر! آپ آرٹیکل 103 کو پڑھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 101?

جناب عبدالاکبر خان: آرٹیکل 103۔یہ سیکشن 2 ہے۔

The Governor shall not be a candidate for election as a member of Parliament or a Provincial Assembly and, if a member of Majlis-e-shoora (Parliament), or a Provincial Assembly is appointed as a Governor, his seat in Majlis-e-shoora (Parliament) or, as the case may be, the Provincial Assembly shall become vacant on the day he enters upon his office." It means that, the member of the Provincial Assembly, when he enters in the office of the Governor,his seat become vacant and he shaal ceased to be a member of the provincial assembly and if he.........

اور جب وہ، ڈسٹرب نہ کریں ناپلیز۔

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Constitutional بات ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: اگر وہ اپنی سیٹ Seas کرتا ہے تو وہ سپیکر ہی نہیں رہتا۔اگر وہ گورنر ہے جس طرح انہوں نے لکھا ہے، اگرچہ انہوں نے Oath as an acting Governor لی ہے۔لاءڈیپارٹمنٹ کو

چاہیئے تھا کہ یہاں پر بخت جہاں خان، ایکٹنگ گورنر لکھتے۔ اگر انہوں نے گورنر لکھ دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ:

He is Governor, if he is Governor, its means that he is not a member of the Provincial Assembly and if he is not a member of the Provincial Assembly, how he can become the Speaker?

(Applause)

Minister for Law: The notification which was issued before the day is illegal.

جناب عبدالاکبر خان: نہیں، I did not say the notification jee.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ ان کو پہلے ذرا سن لیں نا۔

جناب عبدالاکبر خان : جناب سپیکر! میں اس آرڈیننس کی بات کر رہا ہوں، میں نہیں کہتا وہ ایکٹنگ گورنر تھے، ان کا Proper Article 104 کے تحت نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ آپ ذرا آرٹیکل 104 کو پڑھیں جناب سپیکر۔

Mr. Deputy Speaker: When the Governor is absent from Pakistan یہی ہے؟

Mr. Abdul Akbar Khan: "When the Governor is absent from Pakistan or is unable to perform the functions of his office due to any cause, such other person as the President may direct shall act as a Governor."

تو ان کی تقرری آرٹیکل 104 کے تحت As an acting Governor ہوئی تھی۔ انہوں نے As an acting Governor oath لیا تھا۔ As an acting Governor جناب سپیکر۔ اس کے پاس جو Functions ہیں گورنر کے وہ بالکل ادا کر سکتے ہیں۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا اگرچہ اس پر بھی میری Submissions ہیں۔ آرٹیکل 49 میں ہے کہ جب وہ سینٹ کے چیئرمین، لیکن اس کو چھوڑیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں پر جب لاء ڈیپارٹمنٹ والوں نے گزٹ نوٹیفیکیشن نکالا تھا تو انہوں نے تو پھر اس کے ساتھ Acting Governor لکھنا تھا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو کچھ Precedents پڑھ کر سناتا ہوں۔ Governor and Acting Governor are two different legal entities under the Constitution.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کس چیز کا حوالہ دے رہے ہیں؟

جناب عبدالاکبر خان: یہ ہے Before Mohammad Aqil Mirza, Judge Pakistan Tehrik Inqalab, Petitioner v/s Election Commission of Pakistan, Respondent.

Mr. Deputy Speaker: PLD?

جناب عبدالاکبر خان: PLD ہے جناب سپیکر 1995 میں انہوں نے Decision لیا ہے۔

Mr. Deputy Speaker: Page?

جناب عبدالاکبر خان: اور MLD ہے 3167۔

جناب ڈپٹی سپیکر: MLD اچھا۔

جناب عبدالاکبر خان: اس میں لکھتے ہیں جی کہ:

The Governor and Acting Governor are two different and legal entities under the Constitution. If the member of the Parliament or Provincial Assembly is appointed as a Governor, he ceased to such member, unless in case of acting Governor such a result does not follow. یعنی اگر وہ Acting Governor ہیں تو وہ اپنی سیٹ نہیں چھوڑ سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اگر گورنر آپ۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: لیکن اگر گورنر آپ کسی کو لگاتے ہیں تو پھر کیونکہ گورنر کی آرٹیکل 103 میں جو کوالیفیکیشنز ہیں کہ اتنی Age کا ہوگا اور یہ یہ اس کی کوالیفیکیشنز ہونگی۔ جناب سپیکر! اب اگر لاء ڈیپارٹمنٹ اتنی بڑی چیز کو، اگر ہم مانتے ہیں آج اس آرڈیننس کو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ Bakhat Jehan Khan is Governor of NWFP. کل کوئی کورٹ میں جا سکتا ہے کہ اگر وہ گورنر ہیں تو He is no more member and if he is no more member then he is no more Speaker. جناب سپیکر! میرے پاس اور بھی سجاد علی شاہ کے، سعد سعود جان کے، کافی ہیں لیکن میں اس پر، ابھی ساتھی کہتے ہیں کہ زیادہ اس پر نہ بولوں۔ وہ صاف کہتے ہیں کہ It is a defective Acting Governor is defective وہ صاف لکھتے ہیں کہ Governor, it is not Dejure Governor, though he performs the functions of the Governor, but in

تو اگر وہ reality, he is defective Governor, not Dejure Governor. Bakhat کہ تھا چاہیئے لکھنا ادھر تو ہیں Acting Governor ،ہیں Defective Governor Jehan Khan, Acting Governor NWFP پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن جب انہوں نے لکھا ہے کہ بخت جہاں خان، گورنر، این ڈبلیو ایف پی تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اس کو، نمبر 1 -----

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب!

جناب عبدالاکبر خان: پہلے میں ختم کرلوں تو پھر آپ اس پر بولیں لیکن جو بھی آپ بولیں گے تو پھر مجھے اس پر جواب کا حق ہوگا۔ جناب سپیکر! میں نے اس پر کافی سٹڈی کی ہے-----

(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جب آپ اپنی بات پوری ختم کرلیں گے تو پھر بولیں گے اگر غلط بولیں تو----

جناب عبدالاکبر خان: نہیں، مجھے کیا پتہ ہے کہ آپ کیا غلط بولیں گے۔ اچھا جناب سپیکر، میں نے تو Dis-approval کا دیا تھا۔ اچھا آپ دیکھیں جی یہاں پر جب ٹوبیکو سیس کی بات آئی تھی تو یہاں پر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے وزیر صاحب بیٹھے تھے۔ یہ لاء میں بھی نہیں ہے، Other wise بھی غلط ہے کہ آپ Double taxation کریں، Double taxation آپ نہیں کر سکتے۔ یعنی ایک چیز پر Double taxation اس لحاظ سے نہیں کرسکتے تو انہوں نے مجھے یہ Assurance دی تھی کہ There will be no double taxation لیکن جناب سپیکر، آپ جو یہ Substitution لا رہے ہیں۔

The tobacco development cess, there shall be levied and collected development cess on tobacco at the following rates namely: .

(a). For Virginia, two rupees, per kilogram. For white patta, Prestica tobacco including Khaka, khara nd rora, made of dhandi and stem of tobacco.

اب جناب سپیکر! میں ایک زمیندار ہوں، میں ٹوبیکو فروخت کرتا ہوں کارخانے پر، وہ Stem کے ساتھ میں فروخت کرتا ہوں۔ یہاں پر Stem پر الگ لگا دیا۔ ادھر میں جب ٹوبیکو کے پتے پر جب دو روپے کے جی کے حساب سے ٹیکس Pay کرتا ہوں تو کارخانے میں جب اس سے Stem نکالا جاتا ہے، ری ڈرائنگ

فیکٹری میں، تو وہ Stem باہر نیچ کر وہاں پر اس سے خاکہ، کرہ اور روڑہ بناتے ہیں۔ تو اس پر دوبارہ ٹیکس لگا دیا۔ یعنی وہی چیز جس پر میں ایک دفعہ Already tax دے کر آیا ہوں، اسی چیز پر میں دوبارہ ٹیکس دے رہا ہوں۔ دیکھئے نہ جی میں جب ٹوبیکو فروخت کرتا ہوں تو ٹوبیکو دو روپے کے جی کے حساب سے میں اس پر ٹیکس ادا کرتا ہوں، اس سے جب وہ Stem نکلتا ہے، جب Stem باہر آتا ہے اور اس سے روڑہ، کرہ، اور خاکہ بنتا ہے تو اس پر دوبارہ میں ٹیکس دیتا ہوں۔ تو جناب سپیکر، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ ایک چیز پر ایک دفعہ ٹیکس دے کر دوبارہ، مجھے منسٹر صاحب نے Assurance دی تھی کہ یہ نہیں ہوگا۔ یہ تو جناب کوئی بھی کورٹ میں جا کر اس کو چیلنج کر سکتا ہے اور ان کا یہ سارا سلسلہ ہی ختم ہو جائے گا۔ تیسری بات جناب، آپ بات سنیں۔ The cess shall be recovered from tobacco manufacturing factories. I have never seen any tobacco manufacturing factory. Can the Government tell me where is tobacco manufacturing factory? Only the land is the manufacturing factory. تمبا کو پیدا کرنے کی فیکٹری تو زمین ہے۔ (قہقہے) تمبا کو پیدا کرنے کی، زمین تو کارخانہ نہیں ہو سکتی۔ کیا کارخانہ تمبا کو پیدا کرتا ہے۔ وہ تو سگریٹ مینو فیکچر نگ فیکٹری ہے۔ اگر سگریٹ مینو فیکچر نگ فیکٹری لکھ دیتے تو پھر تو ٹھیک تھا لیکن جب ٹوبیکو مینو فیکچر نگ فیکٹری جناب سپیکر لکھا تو ٹوبیکو مینو فریکچر نگ مجھے گورنمنٹ بتائے کہ ٹوبیکو مینو فیکچر نگ فیکٹری ہے کہاں؟ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بار بار کے، آپ پھر تیسرے میں دیکھیں کہ The snub، نسوار Rupees seventy per kg ادھر ڈنڈی پر ایک روپیہ کے جی اور کرہ، خاکہ پر ایک روپیہ Per kg، ادھر ٹوبیکو ہے اس پر Seventy paisa per kg۔ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، اس ٹوبیکو سیس سے ایک مذاق بن گیا ہے۔ اب بھی اگر آپ بیس اگست کو یا اگر ستمبر میں اس کو لائے ہیں جناب سپیکر، Already tobacco تو فروخت ہو چکا ہے۔ لوگوں کا تو بیڑہ غرق ہو چکا ہے، لوگوں سے تو حکومت اور ٹھیکیدار جس طریقے سے پیسے لینے تھے وہ تو لے چکے ہیں۔ اب اس کلہاڑی کی کیا ضرورت تھی اور اگر لاتے بھی تو کم از کم ہوش و حواس سے لے آتے۔ کم از کم سوچ سمجھ کر لے آتے، کم از کم اس پر کچھ کام کرتے، اس کو دیکھتے اور اس کے بعد لے آتے۔ سپیکر صاحب کی کرسی کے لئے خطرہ پیدا تو نہ کرتے۔ جناب سپیکر تھینک یو۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ۔ جناب محترم سراج الحق صاحب، سینیئر منسٹر۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! اگر تھوڑی دیر کے لئے میں عبدالاکبر خان صاحب کی باتوں سے اتفاق کرلوں تو پھر یہ اجلاس بھی غیر قانونی ہے اس لئے کہ جب اس کو بلایا گیا تو گورنر صاحب بخت جہاں تھے اور اگر انہوں نے اس کے ساتھ بھی Acting کا لفظ نہیں کہا ہے۔ (مداخلت) اچھا جی۔ پھر یہ صاف لکھا ہے کہ جب گورنر پاکستان سے، دفعہ 104 ہے، پاکستان سے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باہر ہوں۔

سینیئر وزیر: جب گورنر پاکستان سے غیر خاضر ہو یا کسی وجہ سے اپنے عہدے کے کارہائے منصبی کی انجام دہی کے قابل نہ ہو تو کوئی ایسا دوسرا شخص جسے صدر پاکستان حکم دیں، قائم مقام گورنر کے طور پر کام کرے گا اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ جو بھی قائم مقام بنتا ہے وہ تمام اختیارات استعمال کرتا ہے جو اس کے سپرد کئے گئے ہوں۔ میرا خیال تھا کہ فاضل رکن تمباکو کے حوالے سے یا سیس کے حوالے سے کوئی تجویز رکھتے ہیں لیکن معلوم یہ ہوا کہ وہ* + + +لگانے کے موڈ میں ہیں اس لئے میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں کبھی بھی* + + + نہیں لگاتا، یہ الفاظ خذف کئے جائیں، انہیں Expunge کیا جائے۔ Janab Speaker! I strongly oppose this۔

سینیئر وزیر: اس کو ختم کرلیں۔ میں۔۔۔۔۔

Mr. Deputy Speaker: Expunged.

سینیئر وزیر: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمباکو کے حوالے سے، سیس کے حوالے سے اب تک جتنے بھی اقدامات کئے گئے ہیں، تجاویز لائی گئی ہیں اس میں حکومت نے اپوزیشن کے اور خاص کر ان ممبران کو جو صوابی چارسدہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جنکا اس مسئلے سے ڈائریکٹ تعلق ہے انکو بلایا بھی ہے اور آخر میں جب 28 مئی 2003 کو بل پاس ہوا اور اس میں دو روپے ایک کلو کے حساب سے سیس لگایا گیا اور اس سے جب اندازہ ہوا کہ اس سے عوام کا استحصال کیا جائے گا اور ڈیلرز جو ہیں وہ ان معنوں میں یہ نہیں لیں گے جن معنوں میں حکومت نے اس کو نافذ کیا ہے بنابریں حکومت نے دوبارہ اس پر غور کیا اور عوام کے فائدے کی خاطر اور ان علاقوں کے فائدے کی خاطر حکومت نے اس پر نظرثانی کی۔ وزیراعلیٰ صاحب نے آخری جو میٹنگ بلائی اس میں میرے خیال میں عبدالاکبر خان صاحب بھی تھے، صوابی سے باقی لوگ بھی تھے بلکہ کاشتکاران کے نمائندے بھی تھے اور ڈیلرز حضرات بھی تھے اور جتنے بھی اس سے متعلق لوگ تھے وہ

سارے حاضر تھے، انکے مشورے سے حکومت نے ایک Realistic policy بنائی اور اس میں تبدیلی لائی جو پہلے سے طے شدہ امر تھا اور اس میں ہم نے تھوک کی بجائے 1.25% جو وائٹ پتہ ہے وہ لے لیا اور اس طرح 70 پیسے پر تمباکو لے لیا اور صرف ورجنیا کا ہم نے دو روپے فی کلو گرام رکھا ہے لیکن اسکو ہم نے نہیں چھوڑا ہے اور ہم نے اب بھی، محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی ایک کمیٹی بنائی ہے کہ اس مقصد کیلئے

---

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

ایک وسیع البنیاد اور زیادہ گہرائی کے ساتھ مطالعہ اور سٹڈی کر کے قانون بنایا جائے۔ اس لئے اب بھی جو تجاویز ہیں، جو آرڈیننس ہم لا رہے ہیں اس کو ہم حتمی نہیں سمجھتے بلکہ اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش میں ہیں۔ میں اسکے تو حق میں ہوں کہ جو تجاویز ہم لائیں گے بے شک ہم سب ملکر اس میں ترمیم کر سکتے ہیں، اس میں اپنی تجاویز شامل کر سکتے ہیں۔ خوب سے خوب تر کی تلاش کر سکتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ وہ بالکل نہیں آئے اور اس پر بحث ہی نہ ہو یا اس کو بالکل ختم کیا جائے حکومت اس کو ملک، صوبے اور علاقے اور یہاں کے عوام کے مفاد میں نہیں سمجھتی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحث برائے بحث تو جتنی آدمی چاہتا ہے وہ ہو سکتی ہے لیکن ایک مسئلہ کے حل کے لئے حکومت نے اقدامات اٹھائے ہیں اور ان اقدامات کے نتیجے میں اس وقت اگرچہ مشکلات ہیں، خصوصاً بونیر میں اگر حبیب الرحمان صاحب موجود ہیں، اس ضلع میں لیکن ہم نے جو Inter districts ٹیکس تھا وہ ختم کیا اور ایک زون بنایا اور اس زون میں صوابی، مردان، چارسدہ اور درگئی شامل ہیں، بونیر کا کچھ علاقہ شامل ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسرا زون بنایا ہے جو ملاکنڈ ڈویژن کا ہے۔ اس میں بونیر کا کچھ علاقہ شامل ہے اور تیسرا ہزارہ ڈویژن ہے۔ اس کا ہمیں احساس ہے کہ کچھ وجوہات کی وجہ سے بونیر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس کا اظہار حبیب الرحمان اور جمشید صاحب تو نہیں ہیں، انہوں نے کیا ہے لیکن ڈیپارٹمنٹ سے ہم نے اس پر بات کی ہے اور آئندہ کے لئے جو تجاویز ہم لا رہے ہیں ضلع بونیر کی اس مشکل کو بھی ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال جی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بھی فیصلے کو انا کا مسئلہ نہیں سمجھتے ہیں

اور چونکہ مسئلہ کسی پارٹی کا یا حکومت کا یا ایک فرد کا نہیں ہے بلکہ مسئلہ ہے ہمارے ان تمام اضلاع کے عوام کا۔ عوام کے مفاد کے لئے جو بھی تجاویز ہوں ہم انکو ویلکم کرتے ہیں، اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ویسے بھی جی تمباکو جو ہے یہ ایک بہت نقد آور فصل ہے اور ہماری آمدن کا ان اضلاع میں واحد ذریعہ ہے۔ باہر سے ایک آیا ہوا پودا ہے، ہندوستان سے لایا گیا تھا اور ایک وقت یہ تھا کہ امریکہ سے پرتگال اور پھر پرتگال سے یہ ہندوستان آیا تھا اور قیام پاکستان کے بعد پھر پاکستان اس کو درآمد کرتا تھا اور اس پر بھی ہمارا ایک بہت بڑا سرمایہ خرچ ہوتا تھا لیکن بعد میں یہ پنجاب سندھ آیا پھر بھی صوبہ سرحد میں نہیں تھا لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ جب پاکستان نے سٹڈی کی اور امریکہ کے جن صوبوں میں تمباکو زیادہ پیدا ہوتا ہے اور کوالٹی تمباکو اور صوبہ سرحد کی آب وہوا، موسم اور علاقہ اس سے بالکل مشابہت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب یہ پودا یہاں پر لگایا گیا تو اس کو بہت اچھی نشو ونما ملی۔ انہوں نے ترقی کی اور یہ فصل اب صوبہ سرحد کے لئے ایک خاصی کارآمد اور آمدنی کا واحد ذریعہ ہے۔ ہم اس کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں، ہم اس کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں جو کاشتکاران کا مسئلہ ہے اس کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آرڈیننس آئے گا اور اس کے بعد جو بھی تجویز ہو، جو بھی مشورہ ہو، ہم ان کو شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسمیں ہم نے کبھی بھی کسی چیز کو اب تک انا اور سرکار کی انا کا مسئلہ نہیں بنایا ہے البتہ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس وقت بھی حکومت کو جو آمدنی مل رہی ہے وہ اسی علاقے پر دوبارہ خرچ ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کو ختم کرنے کی بجائے یہ بہت اچھا ہے کہ وہاں دوبارہ خرچ ہو جائے اور بونیر کا جو مسئلہ ہے ایک بار پھر میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ خود ڈیپارٹمنٹ نے ہمارے ساتھ تسلیم کیا ہے کہ بونیر کا کچھ علاقہ مردان اور صوابی کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اور کچھ علاقہ ملاکنڈ ڈویژن کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کو خاصی مشکلات درپیش ہیں اور آئندہ کی تجاویز میں انشاءاللہ ان مشکلات کو بھی حل کرلیں گے۔ میں ایک بار پھر اس بحث میں الجھنے کی بجائے یہ عرض کرنا چاہونگا کہ جو کمیٹی دوسری بار وزیر اعلیٰ صاحب نے بنائی ہے اس میں تقریباً تمباکو سے تعلق رکھنے والے ہر طرح کے لوگ شامل ہیں، خواہ وہ ڈیلرز ہیں، خواہ وہ کاشتکاران ہیں، خواہ وہ کمپنیوں کے لوگ ہیں اور اس طرح ٹوبیکو بورڈ کے لوگ بھی شامل ہیں۔ اس میں ممبران اسمبلی بھی شامل ہیں اور اس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم ایک اس طرح کا نظام لائیں تاکہ ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے تمباکو کا مسئلہ حل ہو۔ میرے علم کے مطابق یہ پہلی بار نہیں ہے کہ جب تمباکو کا موسم آتا ہے اور لوگوں نے یعنی یہ اس دور کا نہیں ہے یہ کوئی پانچ چھ مہینے کا مسئلہ نہیں ہے۔ میرے علم کے مطابق جب بھی تمباکو کی فصل آتی ہے اور ہم ملاکنڈ آتے جاتے ہیں تو سڑکوں پر ہمیشہ یہ زمیندار باہر نکل آتے ہیں اور احتجاج بھی کرتے ہیں، مطالبات بھی کرتے ہیں اور ہمیشہ کمپنیوں نے ان کا استحصال بھی کیا ہے جس کا ہمیں احساس ہے۔ ہمارے نوٹس میں تو یہ بات بھی لائی گئی ہے کہ ٹوبیکو بورڈ جو ہے اس کو جو ذمہ داری مرکز نے سپرد کی ہے وہ بھی کماحقہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہا اور جس کی وجہ سے کمپنیاں من مانی اب تک کرتی چلی آرہی ہیں۔ ہم نے ان من مانیوں کو ختم کرنے کا اور عوام کو ریلیف دینے کے لئے اپنے من، اپنی دانست میں بہترین فیصلے بھی کئے ہیں، تجاویز بھی لائے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آرڈیننس آجائے اور اس کی روشنی میں صوبے اور عوام کو اور متعلقہ علاقے کے لوگوں کو فائدہ ملے۔ شکریہ۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ستاسو په وساطت باندې -----

جناب ڈپٹی سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب، محترم جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: مونږه په شرع باندې پوره نه پوهیږو خو دا، خالی دا علماء صاحبان ناست دی چې دا تمباکو نشه ده، نشه حرامه ده اسلام کښې نو بیا دے باندې هغوی ټیکس اخلی۔ دا کوم اسلامی حکومت دے، دا کوم شریعت دے ؟ دا دے مونږ ته خالی اوښائی۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: دا په سود خو د او نه وئیل، د سود په معامله کښې دے۔ سود شته او په دے ځائے کښې، دا کوم جرګه کښې ئے او په هغې کښې خبرے کوے۔ هغلته عظیم سود دې، په هغې------

(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: باہر بیٹھے ہوئے، باہر بیٹھ کر بیوروکریٹ کی دی ہوئی چٹیں میرے سوالوں کے جوابات-----

جناب بشیر احمد بلور: ما خبره کړې ده چې سود د هغوی حرام دے ، په هغوی باندې هم پابندی پکار ده۔

جناب عبدالاکبر خان: باہر بیٹھ کر بیوروکریٹوں نے چٹیں لکھ کر جناب سپیکر۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکر صاحب! بشیر بلور صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے، تمباکو کے حرام کرنے کا، ان کے علم میں میں لانا چاہتا ہوں کہ اب بھی اس پر اختلاف ہے اور اس طرح حرام قطعی کا کوئی حکم، اس پر علماء کرام تشریف فرما ہیں، نہیں آیا ہے۔ اسلام میں یہ ہے کہ جو چیز عقل کو نقصان پہنچاتی ہے وہ چیز حرام ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ کوئی آدمی جب تک وہ نسوار نہ رکھے تو وہ صحیح طور پر اپنے امور نہیں نمٹا سکتا۔ اس لئے۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر! میں انکا مشکور ہوں مگر اس میں ایک بات جو ہر روز اخبار آپ دیکھتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ انسان کے دماغ پر اثر کرے یا صحت پر اثر کرے، میرے خیال میں ٹیلی ویژن میں ہر روز آتا ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے بیحد خطرناک ہے۔ تو میرے خیال میں ایک چیز جو سوچ کے لئے خطرناک ہے اس میں انسان کا دماغ بھی کام نہیں کر سکتا اور وہ حرام بھی ہے کسی حد تک تو میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مجھے علم نہیں ہے اگر تمباکو حرام ہے تو اس پر ٹیکس وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(شور)

جناب عبدالاکبر خان: زما خیال دے زما هغه پوائنټس چې کوم دی نو په دے ګپ شپ کښې اخوا دیخوا شول، زه خو نه پوهیږم په دے باندې۔

جناب فرید خان: دا شرعی مسئله ده جی، په دے باندې۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر!

سینیئر وزیر: بالکل شرعی مسئلے یعنی دلته راغلې۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرے Constitutional اور Legal points ہیں۔ میں ان کی تسلی چاہتا ہوں۔ بیوروکریٹس باہر بیٹھ کر چٹیں ہمیں بھیجتے ہیں، وہ اپنے دماغ کی طرف سے چاہتے ہوں گے۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: یہ بلور صاحب بیٹھ کر دل لگی پر اتر آئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ دارالعلوم حقانیہ کو ریفر کیا جائے تاکہ وہ ہمیں وہاں سے گائیڈ لائن دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ٹائم گزر رہا ہے۔

جناب حبیب الرحمان: سپیکر صاحب! زه یو عرض کومه۔

جناب مختیار علی: زه وایمه چی دا علماء صاحبان چې دی۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد الحسینی: یہ بلور صاحب نے صرف دل لگی کی بات کہی ہے، دل سے بات نہیں کہی ہے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ دا به زه دغه ته، هاؤس ته۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نه جناب سپیکر صاحب، زما چې کوم پوائنتس دی د هغې جواب پکار دے۔

جناب حبیب الرحمان: سپیکر صاحب! د هغه خو، زه عرض کوم۔ آرډیننس۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نه، نه هغه دے خپل جواب خو را کړی کنه۔ ما باندې تاسو هر یو Un-constitutional شے دلته کښې Voting اچوئ۔ چیئر ولې یو غلط شئ چې کوم دے Voting ته اچوی، چې پخپله پرے پوهیږی چې دا غلط دے او بیا ئے هم Voting ته اچوی۔ تاسو ګورنمنټ که جواب را کړی۔ بے شکه په دغه دے ما Satisfied کړی چې دا سپیکر پراونشل، Governor, NWFP غلط نه دے۔ ما له خو د هغې چا جواب را نه کړو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دا حبیب الرحمان خان څه وائی، جناب حبیب الرحمان خان، مختصر جی۔

جناب حبیب الرحمان: جی، زما ستاسو په وساطت باندې د خپل نزدے رور ته دا درخواست دے چې Acting Governor هغې ته وائی چې هغه As a acting Governor وی، کار هغه د ګورنرئ کوی، دیکښې څه دومره خبره نه ده. مونږ ده ته درخواست کوؤ چې وزیرصاحب چې کومه د تحفظاتو خبره اوکړه چې آئنده د پاره به مونږ ټول کیبنټ کیښنو، یو آرډیننس به حکومت باندې راوړی. په دے آرډیننس کښې که څه خامیانے وی هغه به مونږه اوباسو. نو زه دا درخواست ستاسو په وساطت د خپل رور ته کومه چې دا خپله خبره واپس واخلی او دومره دے دغه نه پیدا کوی چې مونږ ووتونه کوؤ نو نو زما درخواست دے ستاسو په وساطت باندې عبدالاکبرخان صاحب ته چې یره دا خپل دغه چې کوم دے نو واپس کړی.

جناب عبدالاکبرخان: ما چې څنګه دغه اوکړو چې هغوی Proper طریقه باندې104 Under the Constitution, لاندې شوے دی. هغوی Oath هم اغستې دے چې Oath ئے ورکوو As an acting Governor ئے ورکړے دے. دلته کښې دوئ وے په دےآرډیننس کښې As a Governor ولې لیکلے دے؟ جناب سپیکرا! غټه خبره دا ده. دا لفظ دے واپس کړی. دا د Acting Governor کړی، زه به خپل خیر دے ریزولوشن واپس واخلم.

جناب حبیب الرحمان: عرض جی کومه تاسو-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عصمت اللہ خان صاحب، مولانا عصمت اللہ صاحب۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! اس میں یہاں پر----

ایک آواز: واسکټ دے مبارک شه. خدائی دے وزرات هم درکړی.

مولانا محمد عصمت اللہ: شکریہ۔

جناب مشتاق احمد غنی: کونسی وزارت؟

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! اصل میں بات یہ ہے کہ عبدالاکبر خان صاحب نے اتنا زیادہ زور اس بات لگایا کہ یہ جب ادھر Acting Governor تھے، گورنر نہیں تھے لیکن جہاں تک، وہ تو یہ بھی مانتے ہیں، اختیارات کو چیلنج نہیں کیا کہ گورنر کے اختیارات اور ایکٹنگ گورنر کے اختیارات کوئی علیحدہ علیحدہ

ہوتے ہیں۔ وہ تو یہ بھی مانتے ہیں کہ ایک ہی اختیارات ہیں لیکن صرف وہ یہ کہتے ہیں کہ قلمی غلطی ہے تو میرے خیال میں قلمی غلطی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: تو دور کریں اس غلطی کو۔اس قلمی غلطی کو دور کریں نا۔

مولانا محمد عصمت اللہ: وہ کہتے ہیں کہ صرف اتنی بات ہے،ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب Comma اور Full stop کی بھی غلطی ہوتی ہے نا۔

مولانا محمد عصمت اللہ: لیکن بات دراصل یہ ہے کہ جہاں تک اگر وہ کہیں کہ انہوں نے اس کرسی پر بیٹھ کر،جو ان کے پاس اختیارات نہیں تھے،غلط اختیارات استعمال کئے ہیں تو تب تو ایک بات تھی۔ جو قابل توجہ بات تھی لیکن جہاں تک یہ بات ہے تو بہت ساری چیزیں اس طرح ہوتی ہیں کہ ان کو، جس کو عربی گرائمر میں انقتاع کہتے ہیں جناب سپیکر۔

محترمہ نسرین خٹک: سپیکر صاحب!

جناب کاشف اعظم: ووټ ته ئے واچوئ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! ووټ ته ئے واچوئ۔ دا وخت شوے دے جی او ووټ ته ئے واچوئ۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب اس پر ووٹنگ کرا سکتے ہیں۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! عرض یہ ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی، جناب شہزادہ گستاسپ خان صاحب-----

قائد حزب اختلاف: میں جناب عبدالاکبر خان صاحب------

جناب مشتاق احمد غنی: جبل صاحب آتے ہی نہیں اور جس دن آتے ہیں تو جلدی بھاگ جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں عبدالاکبر خان صاحب سے، ہم نے بہت سے معاملات میں ہمیشہ حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے اور خوش اسلوبی سے،اللہ کے فضل و کرم سے معاملات چلائے ہیں۔ غلطی اپنی جگہ لیکن ہاؤس کو اچھا چلانے کے لئے میں ریکویسٹ کرونگا عبدالاکبر خان صاحب سے-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں۔

قائد حزب اختلاف: کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ۔ تھینک یو بہت بہت۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! جب لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہہ دیا تو باوجود اس کے کہ میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سنگین غلطی ہے لیکن میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Clerical mistake ہے جی۔ جناب سراج الحق صاحب جی، جناب سراج الحق صاحب۔

سینیئر وزیر: جناب سپیکرصاحب! عبدالاکبرخان چې دا خپل تحریک واپس واغستو زه ئے شکریه ادا کومه۔ بهرحال دا وایم چې د ده د قانون حواله ورنکړه چې په کوم قانون ته ایکټنګ ګورنر به خواه مخوا د خپل ځان سره ایکټنګ لیکی۔ بهرحال د ده زه شکریه ادا کوم او شهزاده ګستاسپ مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریه جی۔ عبدالاکبرخان هغه خپل دغه Adjourn کړو او Withdraw کړو۔ The sitting is adjourned till 09:30 am tomorrow morning.

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 26 ستمبر 2003ء صبح ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)